دیوان

بهمنی

ebooksgallery.com

دیوان

ناصر کاظمی

ebooksgallery.com

دیوان

ناصر کاظمی

ebooksgallery.com

جملہ حقوق محفوظ

طبع اوّل ———— اگست ۱۹۷۲ء
تعداد ———— ۳۰۰۰
مطبع ———— پاکستان ٹائمز پریس - لاہور
کتابت ———— یوسف سدیدی
قیمت ———— مجلد -/۱۲ روپے غیر مجلد -/۱۰ روپے

ناشر

پروگریسو پیپرز لمیٹڈ - رتن چند روڈ ○ لاہور

ebooksgallery.com

مُجھ کو شاعر نہ کہو میؔر کہ صاحب مَیں نے
درد و غم کتنے کیے جمع تو دیوان کیا

ebooksgallery.com

ترتیب

۱	آرائشِ خیال بھی ہو دل کشا بھی ہو	۱۱
۲	نیتِ شوق بھر نہ جائے کہیں	۱۳
۳	ممکن نہیں متاعِ سخن مجھ سے چھین لے	۱۴
۴	پھر ساون رُت کی پون چلی تم یاد آئے	۱۵
۵	مسلسل بے کلی دل کو رہی ہے	۱۶
۶	ناصر کیا کہتا پھرتا ہے کچھ نہ سنو تو بہتر ہے	۱۷
۷	سناتا ہے کوئی بھولی کہانی	۱۸
۸	رہ نوردِ بیابانِ غم صبر کر صبر کر	۲۰
۹	دکھ کی لہر نے چھیڑا ہوگا	۲۲
۱۰	گل نہیں مے نہیں پیالہ نہیں	۲۴
۱۱	ان سہمے ہوئے شہروں کی فضا کچھ کہتی ہے	۲۶
۱۲	اپنی دھن میں رہتا ہوں	۲۸
۱۳	گلی گلی مری یاد بچھی ہے پیارے رستہ دیکھ کے چل	۳۰
۱۴	جب ذرا تیز ہوا ہوتی ہے	۳۱
۱۵	شہر سنسان ہے کدھر جائیں	۳۳
۱۶	دِل میں اِک لہر سی اٹھی ہے ابھی	۳۴
۱۷	اے ہم سخن وفا کا تقاضا ہے اب یہی	۳۶
۱۸	پھول خوشبو سے جُدا ہے اب کے	۳۸
۱۹	دفعتاً دل میں کسی یاد نے لی انگڑائی	۳۹
۲۰	سرِ مقتل بھی صدا دی ہم نے	۴۰

ebooksgallery.com

۲۱ دھوپ نکلی دن سُہانے ہو گئے ۴۱
۲۲ تو اسیرِ بزم ہے ہم سخن تجھے ذوقِ نالۂ نے نہیں ۴۳
۲۳ آج تو بے سبب اداس ہے جی ۴۴
۲۴ جب تک نہ لہو دیدۂ انجم سے ٹپک لے ۴۶
۲۵ پھر نئی فصل کے عنواں چمکے ۴۷
۲۶ زندگی بھر وفا ہمیں سے ہوئی ۴۸
۲۷ بدلی نہ اس کی رُوح کسی انقلاب میں ۴۹
۲۸ موسمِ گلزارِ ہستی ان دنوں کیا ہے نہ پُوچھ ۵۰
۲۹ تم آگئے ہو تو کیوں انتظارِ شام کریں ۵۱
۳۰ ہم جس پیڑ کی چھاؤں میں بیٹھا کرتے تھے ۵۲
۳۱ ساری رات جگاتی ہے بیتے لمحوں کی جھانجن ۵۳
۳۲ چراغ بن کے وہی جھلملاتے شامِ فراق ۵۴
۳۳ تیری مجبوریاں درست مگر ۵۵
۳۴ کوئی صورت آشنا اپنا نہ بیگانہ کوئی ۵۶
۳۵ یُوں ترے حُسن کی تصویر غزل میں آئے ۵۷
۳۶ ترے آنے کا دھوکا سا رہا ہے ۵۸
۳۷ کسی کا درد ہو دل بے قرار اپنا ہے ۵۹
۳۸ جلوہ ساماں ہے رنگ و بُو ہم سے ۶۱
۳۹ آج تجھے کیوں چُپ سی لگی ہے ۶۲
۴۰ تری نگاہ کے جادُو بکھرتے جاتے ہیں ۶۳
۴۱ کب تلک مدّعا کہے کوئی ۶۴
۴۲ دِل بھی عجب عالم ہے نظر بھر کے تو دیکھو ۶۶

ebooksgallery.com

۴۳	پیارے دیس کی پیاری مٹی	۶۶
۴۴	اہلِ دل آنکھ جدھر کھولیں گے	۶۸
۴۵	اس دُنیا میں اپنا کیا ہے	۶۹
۴۶	تو ہے یا تیرا سایا ہے	۷۰
۴۷	دِل کے لیے درد بھی روز نیا چاہیے	۷۱
۴۸	شعلہ سا پیچ و تاب میں دیکھا	۷۳
۴۹	جو گفتنی نہیں وُہ بات بھی سُنا دوں گا	۷۴
۵۰	زمیں چل رہی ہے کہ صبحِ زوالِ زماں ہے	۷۶
۵۱	درد کانٹا ہے اس کی چبھن پھُول ہے	۷۸
۵۲	کارواں سست راہبر خاموش	۷۹
۵۳	چھپ جاتی ہیں آئینہ دکھا کر تری یادیں	۸۱
۵۴	مَیں ہُوں رات کا ایک بجا ہے	۸۲
۵۵	گا رہا تھا کوئی درختوں میں	۸۴
۵۶	کہیں اُجڑی اُجڑی سی منزلیں کہیں ٹُوٹے پھُوٹے سے بام و در	۸۶
۵۷	رات ڈھل رہی ہے	۸۷
۵۸	کیا زمانہ تھا کہ ہم روز مِلا کرتے تھے	۸۸
۵۹	دِل میں اور تو کیا رکھا ہے	۸۹
۶۰	چہرہ افروز ہُوئی پہلی جھڑی ہم نفسو شکر کرو	۹۰
۶۱	حُسن کہتا ہے اِک نظر دیکھو	۹۱
۶۲	ہنستے گاتے روتے پھُول	۹۳
۶۳	درد کم ہونے لگا آؤ کہ کچھ رات کٹے	۹۶
۶۴	ایسا بھی کوئی سپنا جاگے	۹۷

ebooksgallery.com

۶۵ نئے کپڑے بدل کر جاؤں کہاں اور بال بناؤں کس کے لیے ۹۸
۶۶ جرمِ انکار کی سزا ہی دے ۹۹
۶۷ قصّے ہیں خموشی میں نہاں اور طرح کے ۱۰۰
۶۸ صبح کا تارا اُبھر کر رہ گیا ۱۰۲
۶۹ اب ان سے اور تقاضائے بادہ کیا کرتا ۱۰۳
۷۰ دیارِ دل کی رات میں چراغ سا جلا گیا ۱۰۴
۷۱ کب تک بیٹھے ہاتھ ملیں ۱۰۵
۷۲ ایک نگر میں ایسا دیکھا دن بھی جہاں اندھیر ۱۰۶
۷۳ کل جنہیں زندگی تھی راس بہت ۱۰۷
۷۴ یہ خواب سبز ہے یا رُت وہی پلٹ آئی ۱۰۸
۷۵ دل میں آ کر عجیب گھر ہے یہ ۱۰۹
۷۶ تو ہے دلوں کی روشنی تو ہے سحر کا بانکپن ۱۱۰
۷۷ یہ رنگِ خوں ہے گلوں پر نکھار اگر ہے بھی ۱۱۱
۷۸ پھر لہو بول رہا ہے دل میں ۱۱۲
۷۹ جبیں پہ دھوپ سی آنکھوں میں کچھ حیا سی ہے ۱۱۴
۸۰ سو گئی شہر کی ہر ایک گلی ۱۱۵
۸۱ شعاعِ حسن ترے حسن کو چھپاتی ہے ۱۱۶
۸۲ برف گرتی ہے آگ جلتی رہے ۱۱۸
۸۳ کنج کنج نغمہ زن بسنت آ گئی ۱۱۹
۸۴ کہاں گئے وہ سخنور جو میرِ محفل تھے ۱۲۰
۸۵ شوق کیا کیا دکھاتے جاتا ہے ۱۲۱
۸۶ کیا لگے آنکھ کہ پھر دل میں سمایا کوئی ۱۲۲

ebooksgallery.com

۸۷	چند گھرانوں نے مِل جل کر کِتنے گھروں کا حق چھینا ہے	۱۲۳
۸۸	بنے بنائے ہُوئے راستوں پہ جا نِکلے	۱۲۴
۸۹	شِکوہ بطرزِ عام نہیں آپ سے مجھے	۱۲۵
۹۰	جنّت ماہی گیروں کی	۱۲۶
۹۱	کوئی اور ہے نہیں تو نہیں مِرے روبرو کوئی اور ہے	۱۲۷
۹۲	غم ہے یا خوشی ہے تو	۱۲۸
۹۳	دیس سبز جھیلوں کا	۱۲۹
۹۴	دُھواں سا ہے یہ جو آکاش کے کنارے پر	۱۳۰
۹۵	کچھ یادگارِ شہرِ ستمگر ہی لے چلیں	۱۳۲
۹۶	رقم کریں گے تِرا نام اِنتسابوں میں	۱۳۳
۹۷	گئے دِنوں کا سُراغ لے کر کِدھر سے آیا کِدھر گیا وہ	۱۳۵
۹۸	زبانِ سخن کو سخن بانکپن کو ترسے گا	۱۳۷
۹۹	وہ ساحلوں پہ گانے والے کیا ہُوئے	۱۳۸
۱۰۰	متفرق اشعار	۱۴۱ تا ۱۴۴

---

ebooksgallery.com

○

آرائشِ خیال بھی ہو دل کُشا بھی ہو
وہ دردِ اب کہاں جسے جی چاہتا بھی ہو
یہ کیا کہ روز ایک سا غم ایک سی اُمید
اس رنجِ بے خمار کی اب انتہا بھی ہو
یہ کیا کہ ایک طور سے گزرے تمام عمر
جی چاہتا ہے اب کوئی تیرے سوا بھی ہو
ٹوٹے کبھی تو خوابِ شب و روز کا طلسم
اتنے ہجوم میں کوئی چہرہ نیا بھی ہو
دیوانگیٔ شوق کو یہ دُھن ہے اِن دِنوں
گھر بھی ہو اور بے در و دیوار سا بھی ہو
جُز دل کوئی مکان نہیں دہر میں جہاں!
رہزن کا خوف بھی نہ رہے در کُھلا بھی ہو
ہر ذرّہ ایک محملِ عبرت ہے دشت کا
لیکن کسے دِکھاؤں کوئی دیکھتا بھی ہو
ہر شے پکارتی ہے پسِ پردۂ سکوت
لیکن کسے سُناؤں کوئی ہم نوا بھی ہو

ebooksgallery.com

فُرصت میں سُن شگفتگیٔ غُنچہ کی صدا
یہ وُہ سخن نہیں جو کسی نے کہا بھی ہو

بیٹھا ہے ایک شخص مرے پاس دیر سے
کوئی بھلا سا ہو تو ہمیں دیکھتا بھی ہو

بزمِ سخن بھی ہو سُخنِ گرم کے لیے
طاؤس بولتا ہو تو جنگل ہرا بھی ہو

ebooksgallery.com

۷

نیتِ شوق بھر نہ جائے کہیں
تو بھی دِل سے اُتر نہ جائے کہیں

آج دیکھا ہے تجھ کو دیر کے بعد
آج کا دِن گزر نہ جائے کہیں

نہ مِلا کر اداس لوگوں سے !
حُسن تیرا بکھر نہ جائے کہیں

آرزو ہے کہ تُو یہاں آئے
اور پھر عُمر بھر نہ جائے کہیں

جی جلاتا ہُوں اور سوچتا ہُوں
رائیگاں یہ ہُنر نہ جائے کہیں

آؤ کُچھ دیر رو ہی لیں ناصر
پھر یہ دریا اُتر نہ جائے کہیں !

ebooksgallery.com

○

ممکن نہیں متاعِ سخن مجھ سے چھین لے
گو باغباں یہ کنجِ چمن مجھ سے چھین لے

گر احترامِ رسمِ وفا ہے تو اے خدا
یہ احترامِ رسمِ کہن مجھ سے چھین لے

منظر دل و نگاہ کے جب ہو گئے اداس
یہ بے فضا علاقۂ تن مجھ سے چھین لے

گل ریز میری نالہ کشی سے ہے شاخ شاخ
گل چیں کا بس چلے تو یہ فن مجھ سے چھین لے

سینچی ہیں دل کے خون سے مَیں نے یہ کیاریاں
کس کی مجال میرا چمن مجھ سے چھین لے!

ebooksgallery.com

(۷)

پھر ساون رُت کی پون چلی تم یاد آئے
پھر پتوں کی پازیب بجی تم یاد آئے

پھر کونجیں بولیں گھاس کے ہرے سمندر میں
رُت آئی پیلے پھولوں کی تم یاد آئے

پھر کاگا بولا گھر کے سُونے آنگن میں
پھر امرت رس کی بُوند پڑی تم یاد آئے

پہلے تو مَیں چیخ کے رویا اور پھر ہنسنے لگا
بادل گرجا بجلی چمکی تم یاد آئے

دِن بھر تو مَیں دُنیا کے دھندوں میں کھویا رہا
جب دِیواروں سے دُھوپ ڈھلی تم یاد آئے

ebooksgallery.com

○

مسلسل بے کلی دِل کو رہی ہے!
مگر جینے کی صُورت تو رہی ہے

مَیں کیوں پھرتا ہُوں تنہا مارا مارا
یہ بستی چین سے کیوں سو رہی ہے

چلے دِل سے اُمیدوں کے مُسافر
یہ نگری آج خالی ہو رہی ہے

نہ سمجھو تم اِسے شورِ بہاراں
خزاں پتّوں میں چھپ کر رو رہی ہے

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناصرؔ
اداسی بال کھولے سو رہی ہے!

ebooksgallery.com

ناصر کیا کہتا پھرتا ہے کچھ نہ سنو تو بہتر ہے
دِیوانہ ہے دِیوانے کے منہ نہ لگو تو بہتر ہے

کل جو تھا وہ آج نہیں جو آج ہے کل مِٹ جائیگا
رُوکھی سُوکھی جو مل جائے شکر کرو تو بہتر ہے

کل یہ تاب و تواں نہ رہیگی ٹھنڈا ہو جائیگا لہو
نامِ خدا ہو جوان ابھی کچھ کر گزرو تو بہتر ہے

کیا جانے کیا رُت بدلے حالات کا کوئی ٹھیک نہیں
اب کے سفر میں تم بھی ہمارے ساتھ چلو تو بہتر ہے

کپڑے بدل کر بال بنا کر کہاں چلے ہو کس کے لیے
رات بہت کالی ہے ناصر گھر میں رہو تو بہتر ہے

ebooksgallery.com

سُناتا ہے کوئی بھولی کہانی !
مہکتے میٹھے دریاؤں کا پانی
یہاں جنگل تھے آبادی سے پہلے
سُنا ہے میں نے لوگوں کی زبانی
یہاں اِک شہر تھا شہرِ نگاراں
نہ چھوڑی وقت نے اس کی نشانی
مَیں وہ دِل ہُوں دبستانِ الم کا!
جسے روئے گی صدیوں شادمانی
تصوّر نے اسے دیکھا ہے اکثر
خِرد کہتی ہے جِس کو لامکانی
خیالوں ہی میں اکثر بیٹھے بیٹھے
بسا لیتا ہُوں اِک دُنیا سُہانی
ہجُومِ نشّۂ فکرِ سخن میں
بدل جاتے ہیں لفظوں کے معانی
بتا اے ظلمتِ صحرائے اِمکاں
کہاں ہوگا مِرے خوابوں کا ثانی

ebooksgallery.com

اندھیری شام کے پردوں میں چھپ کر
کسے روتی ہے چشموں کی روانی
کرن پریاں اُترتی ہیں کہاں سے
کہاں جاتے ہیں رستے کہکشانی!
پہاڑوں سے چلی پھر کوئی آندھی
اُڑے جاتے ہیں اوراقِ خزانی

نئی دُنیا کے ہنگاموں میں ناصرؔ
دبی جاتی ہیں آوازیں پُرانی!

ebooksgallery.com

رہ نوردِ بیابانِ غم صبر کر صبر کر!
کارواں پھر ملیں گے بہم صبر کر صبر کر

بے نشاں ہے سفر رات ساری پڑی ہے مگر
آ رہی ہے صدا دم بدم صبر کر صبر کر

تیری فریاد گونجے گی دھرتی سے آکاش تک
کوئی دن اور سہہ لے ستم صبر کر صبر کر

تیرے قدموں سے جاگیں گے اُجڑے دلوں کے ختن
پا شکستہ غزالِ حرم صبر کر صبر کر

شہر اُجڑے تو کیا ہے کشادہ زمینِ خدا
اِک نیا گھر بنائیں گے ہم صبر کر صبر کر

یہ محلاتِ شاہی تباہی کے ہیں منتظر!
گرنے والے ہیں اِن کے علَم صبر کر صبر کر

دف بجائیں گے برگ و شجر صف بہ صف ہر طرف
خشک مٹی سے پھوٹے گا نم صبر کر صبر کر

لہلہائیں گی پھر کھیتیاں کارواں کارواں
کھل کے برسے گا ابرِ کرم صبر کر صبر کر

ebooksgallery.com

"کیوں پٹکتا ہے سرِ سنگ سے جی جلا ڈھنگ سے
دِل ہی بن جائے گا خود صنم صبر کر صبر کر
پہلے کھل جائے دِل کا کنول پھر لکھیں گے غزل
کوئی دم اے صریرِ قلم صبر کر صبر کر
درد کے تار مِلنے تو دے ہونٹ ہِلنے تو دے
ساری باتیں کریں گے رقم صبر کر صبر کر

دیکھ ناصرؔ زمانے میں کوئی کسی کا نہیں!
بھول جا اس کے قول و قسم صبر کر صبر کر

ebooksgallery.com

دکھ کی لہر نے چھیڑا ہوگا
یاد نے کنکر پھینکا ہوگا!
آج تو میرا دل کہتا ہے
تو اس وقت اکیلا ہوگا
میرے چومے ہوئے ہاتھوں سے
اوروں کو خط لکھتا ہوگا
بھیگ چلیں اب رات کی پلکیں
تو اب تھک کر سویا ہوگا
ریل کی گہری سیٹی سن کر!
رات کا جنگل گونجا ہوگا
شہر کے خالی اسٹیشن پر!
کوئی مسافر اترا ہوگا
آنگن میں پھر چڑیاں بولیں
تو اب سو کر اٹھا ہوگا
یادوں کی جلتی شبنم سے
پھول سا مکھڑا دھویا ہوگا

ebooksgallery.com

موتی جیسی شکل بنا کر
آئینے کو تکتا ہوگا

شام ہوئی اب تو بھی شاید
اپنے گھر کو لوٹا ہوگا

نیلی دھندلی خاموشی میں
تاروں کی دھن سنتا ہوگا

میرا ساتھی شام کا تارا
تجھ سے آنکھ ملاتا ہوگا

شام کے چلتے ہاتھ نے تجھ کو
میرا سلام تو بھیجا ہوگا

پیاسی کرلاتی کونجوں نے
میرا دکھ تو سنایا ہوگا

میں تو آج بہت رویا ہوں
تو بھی شاید رویا ہوگا

ناصرؔ تیرا میت پرانا
تجھ کو یاد تو آتا ہوگا

ebooksgallery.com

○

گل نہیں مے نہیں پیالہ نہیں
کوئی بھی یادگارِ رفتہ نہیں

فرصتِ شوق بن گئی دیوار
اب کہیں بھاگنے کا رستہ نہیں

ہوش کی تلخیاں مٹیں کیسے
جتنی پیتا ہوں اُتنا نشہ نہیں

دل کی گہرائیوں میں ڈُوب کے دیکھ
کوئی نغمہ خوشی کا نغمہ نہیں

غم بہر رنگ دل کُشا ہے مگر
سُننے والوں کو تابِ نالہ نہیں

ebooksgallery.com

مجھ سے کہتی ہے موجِ صبحِ نشاط
پھول خیمہ ہے پیش خیمہ نہیں

ابھی وہ رنگ دل میں پیچاں ہیں
جنہیں آواز سے علاقہ نہیں

ابھی وہ دشت منتظر ہیں مرے
جن پہ تحریر پائے ناقہ نہیں

یہ اندھیرے سُلگ بھی سکتے ہیں
تیرے دل میں مگر وہ شُعلہ نہیں

راکھ کا ڈھیر ہے وہ دل ناصرؔ
جس کی دھڑکن صدائے تیشہ نہیں

ebooksgallery.com

○

اِن سبھے ہُوئے شہروں کی فضا کچھ کہتی ہے
کبھی تم بھی سُنو یہ دھرتی کیا کچھ کہتی ہے

یہ ٹھٹھری ہُوئی لمبی راتیں کچھ پُوچھتی ہیں
یہ خامشیِ آواز نما کچھ کہتی ہے

سب اپنے گھروں میں لمبی تان کے سوتے ہیں
اُور دُور کہیں کوئل کی صدا کچھ کہتی ہے

جب صُبح کو چڑیاں باری باری بولتی ہیں
کوئی نامانوس اداس نوا کچھ کہتی ہے

جب رات کو تارے باری باری جاگتے ہیں
کئی ڈُوبے ہُوئے تاروں کی نِدا کچھ کہتی ہے

ebooksgallery.com

کبھی بھور بھئے کبھی شام پڑے کبھی رات گئے
ہر آن بدلتی رُت کی ہوا کچھ کہتی ہے!

مہمان ہیں ہم مہمان سرا ہے یہ نگری
مہمانوں کو مہمان سرا کچھ کہتی ہے

بیدار رہو بیدار رہو بیدار رہو
اے ہم سفرو آوازِ درا کچھ کہتی ہے

ناصرؔ آشوبِ زمانہ سے غافل نہ رہو
کچھ ہوتا ہے جب خلقِ خدا کچھ کہتی ہے

ebooksgallery.com

اپنی دُھن میں رہتا ہُوں
مَیں بھی تیرے جیسا ہُوں

او پچھلی رُت کے ساتھی
اب کے برس میں تنہا ہُوں

تیری گلی میں سارا دِن
دُکھ کے کنکر چُنتا ہُوں

مجھ سے آنکھ مِلائے کون
مَیں تیرا آئینہ ہُوں

میرا دِیا جلائے کون
مَیں ترا خالی کمرہ ہُوں

ebooksgallery.com

تیرے سوا مجھے پہنے کون
مَیں ترے تن کا کپڑا ہُوں

تُو جیون کی بھری گلی
مَیں جنگل کا رستہ ہُوں

آتی رُت مجھے روئے گی
جاتی رُت کا جھونکا ہُوں

اپنی لہر ہے اپنا روگ
دریا ہُوں اور پیاسا ہُوں

ebooksgallery.com

گلی گلی مری یاد بچھی ہے پیارے رستہ دیکھ کے چل
مجھ سے اِتنی وحشت ہے تو میری حدوں سے دُور نکل

ایک سمے ترا پھول سا نازک ہاتھ تھا میرے شانوں پر
ایک یہ وقت کہ مَیں تنہا اور دُکھ کے کانٹوں کا جنگل

یاد ہے اب تک تجھ سے بچھڑنے کی وُہ اندھیری شام مجھے
تو خاموش کھڑا تھا لیکن باتیں کرتا تھا کاجل

مَیں تو ایک نئی دُنیا کی دُھن میں بھٹکتا پھرتا ہُوں
میری تجھ سے کیسے نبھے گی ایک ہیں تیرے فکر و عمل

میرا مُنہ کیا دیکھ رہا ہے، دیکھ اِس کالی رات کو دیکھ
میں وہی تیرا ہمراہی ہُوں ساتھ مرے چلنا ہو تو چل

ebooksgallery.com

جب ذرا تیز ہَوا ہوتی ہے
کیسی سنسان فضا ہوتی ہے

ہم نے دیکھے ہیں وُہ سنّاٹے بھی
جب ہر اک سانس صدا ہوتی ہے

دِل کا یہ حال ہُوا تیرے بعد
جیسے وِیران سرا ہوتی ہے

رونا آتا ہے ہمیں بھی لیکن!
اس میں توہینِ وفا ہوتی ہے

منہ اندھیرے کبھی اُٹھ کر دیکھو
کیا تروتازہ ہوا ہوتی ہے

اجنبی دھیان کی ہر موج کے ساتھ
کس قدر تیز ہوا ہوتی ہے!

غم کی بے نُور گذرگاہوں میں!
اِک کرن ذوق فزا ہوتی ہے

غمگسارِ سفرِ راہِ وفا
مژۂ آبلہ پا ہوتی ہے!

ebooksgallery.com

گلشنِ فکر کی منہ بند کلی !
شبِ مہتاب میں وا ہوتی ہے
جب نکلتی ہے نگارِ شبِ گل
منہ پہ شبنم کی ردا ہوتی ہے

حادثہ ہے کہ خزاں سے پہلے
بوُئے گل، گل سے جُدا ہوتی ہے
اِک نیا دَور جنم لیتا ہے
ایک تہذیب فنا ہوتی ہے

جب کوئی غم نہیں ہوتا ناصؔر
بے کلی دل کی سوا ہوتی ہے!

ebooksgallery.com

شہر سنسان ہے کدھر جائیں
خاک ہو کر کہیں بکھر جائیں

رات کتنی گزر گئی لیکن
اتنی ہمت نہیں کہ گھر جائیں

یوں ترے دھیان سے لرزتا ہوں
جیسے پتے ہوا سے ڈر جائیں

اُن اُجالوں کی دھن میں پھرتا ہوں
چھب دکھاتے ہی جو گزر جائیں

رین اندھیری ہے اور کنارہ دُور
چاند نکلے تو پار اُتر جائیں

ebooksgallery.com

دِل میں اِک لہر سی اٹھی ہے ابھی
کوئی تازہ ہوا چلی ہے ابھی

شور برپا ہے خانۂ دِل میں
کوئی دِیوار سی گِری ہے ابھی

بھری دُنیا میں جی نہیں لگتا
جانے کِس چیز کی کمی ہے ابھی

تُو شریکِ سخن نہیں ہے تو کیا
ہم سخن تیری خامشی ہے ابھی

یاد کے بے نشاں جزیروں سے
تیری آواز آ رہی ہے ابھی

ebooksgallery.com

شہر کی بے چراغ گلیوں میں
زندگی تجھ کو ڈھونڈتی ہے ابھی

سو گئے لوگ اس حویلی کے
ایک کھڑکی مگر کھلی ہے ابھی

تم تو یارو ابھی سے اُٹھ بیٹھے
شہر میں رات جاگتی ہے ابھی

وقت اچھا بھی آئے گا ناصرؔ
غم نہ کر زندگی پڑی ہے ابھی

ebooksgallery.com

اے ہم سخن وفا کا تقاضا ہے اب یہی
مَیں اپنے ہاتھ کاٹ لُوں تو اپنے ہونٹ سی

کن بے دِلوں میں پھینک دیا حادثات نے
آنکھوں میں جن کی نُور نہ باتوں میں تازگی

بول اے مِرے دیار کی سوئی ہُوئی زمیں
مَیں جن کو ڈھونڈتا ہُوں کہاں ہیں وہ آدمی

وہ شاعروں کا شہر وہ لاہور بُجھ گیا
اُگتے تھے جس میں شعر وہ کھیتی ہی جل گئی

میٹھے تھے جن کے پھل وہ شجر کٹ کٹا گئے
ٹھنڈی تھی جس کی چھاؤں وہ دیوار گر گئی!

بازار بند راستے سنسان بے چراغ
وہ رات ہے کہ گھر سے نِکلتا نہیں کوئی

گلیوں میں اب تو شام سے پھرتے ہیں پہرہ دار
ہے کوئی کوئی شمع سو وہ بھی بُجھی بُجھی

اے روشنئ دیدہ و دِل اب نظر بھی آ
دُنیا ترے فراق میں اندھیر ہو گئی

ebooksgallery.com

القصہ جیب چاک ہی کرنی پڑی ہمیں
گو ابتدائے غم میں بڑی احتیاط کی

اب جی میں ہے کہ سر کسی پتھر سے پھوڑیے
ممکن ہے قلبِ سنگ سے نکلے کوئی پری

بیکار بیٹھے رہنے سے بہتر ہے کوئی دن
تصویر کھینچیے کسی موجِ خیال کی

ناصرؔ بہت سی خواہشیں دل میں ہیں بے قرار
لیکن کہاں سے لاؤں وہ بے فکر زندگی

ebooksgallery.com

○

پھول خوشبو سے جدا ہے اب کے
یارو یہ کیسی ہوا ہے اب کے
دوست بچھڑے ہیں کئی بار مگر
یہ نیا داغ کھلا ہے اب کے
پتیاں روتی ہیں سر پیٹتی ہیں
قتلِ گل عام ہوا ہے اب کے
شفقی ہو گئی دیوارِ خیال !
کس قدر خون بہا ہے اب کے
منظرِ زخمِ وفا کس کو دکھائیں
شہر میں قحطِ وفا ہے اب کے
وہ تو پھر غیر تھے لیکن یارو
کام اپنوں سے پڑا ہے اب کے

کیا سنیں شورِ بہاراں ناصر
ہم نے کچھ اور سنا ہے اب کے

ebooksgallery.com

○

دفعتاً دِل میں کِسی یاد نے لی انگڑائی
اس خرابے میں یہ دِیوار کہاں سے آئی

آج کھُلنے ہی کو تھا دردِ محبّت کا بھرم
وُہ تو کہیے کہ اچانک ہی تری یاد آئی

نشۂ تلخیٔ ایّام اُترتا ہی نہیں
تیری نظروں نے گلابی بہت چھلکائی

یُوں تو ہر شخص اکیلا ہے بھری دُنیا میں
پھر بھی ہر دل کے مقدّر میں نہیں تنہائی

یُوں تو ملنے کو وُہ ہر روز ہی مِلتا ہے مگر
دیکھ کر آج اُسے آنکھ بہت للچائی

ڈوبتے چاند پہ روئی ہیں ہزاروں آنکھیں
مَیں تو رویا بھی نہیں، تم کو ہنسی کیوں آئی

رات بھر جاگتے رہتے ہو بھلا کیوں ناصرؔ
تم نے یہ دَولتِ بیدار کہاں سے پائی

ebooksgallery.com

سرِ مقتل بھی صدا دی ہم نے
دل کی آواز سُنا دی ہم نے

پہلے اِک روزنِ در توڑا تھا
اب کے بُنیاد ہلا دی ہم نے

پھر سرِ صبح وہ قصّہ چھیڑا
دن کی قندیل بُجھا دی ہم نے

آتشِ غم کے شرارے چن کر
آگ زنداں میں لگا دی ہم نے

رہ گئے دستِ صبا کمھلا کر
پھول کو آگ پلا دی ہم نے

آتشِ گل ہو کہ ہو شعلۂ ساز
جلنے والوں کو ہوا دی ہم نے

کتنے اَدوار کی گم گشتہ نوا!
سینۂ نے میں چھپا دی ہم نے

دمِ مہتاب فشاں سے ناصرؔ
آج تو رات جگا دی ہم نے

ebooksgallery.com

دھوپ نکلی دِن سُہانے ہو گئے
چاند کے سب رنگ پھیکے ہو گئے

کیا تماشا ہے کہ بے ایّامِ گُل
ٹہنیوں کے ہاتھ پیلے ہو گئے

اِس قدر رویا ہُوں تیری یاد میں
آئینے آنکھوں کے دھندلے ہو گئے

ہم بھلا چُپ رہنے والے تھے کہیں
ہاں مگر حالات ایسے ہو گئے

اب تو خوش ہو جائیں اربابِ ہوس
جیسے وُہ تھے ہم بھی ویسے ہو گئے

ebooksgallery.com

حسن اب ہنگامہ آرا ہو تو ہو
عشق کے دعوے تو جھوٹے ہو گئے

〃 اے سکوتِ شامِ غم یہ کیا ہُوا
کیا وہ سب بیمار اچھے ہو گئے

دِل کو تیرے غم نے پھر آواز دی
کب کے بچھڑے پھر اکٹھے ہو گئے

آؤ ناصرؔ ہم بھی اپنے گھر چلیں!
بند اس گھر کے دریچے ہو گئے

ebooksgallery.com

تُو اسیرِ بزم ہے ہم سخن تجھے ذوقِ نالۂ نے نہیں
ترا دل گداز ہو کس طرح یہ ترے مزاج کی لے نہیں
ترا ہر کمال ہے ظاہری ترا ہر خیال ہے سرسری
کوئی دل کی بات کروں تو کیا ترے دل میں آگ تو ہے نہیں
جسے سُن کے رُوح مہک اُٹھے جسے پی کے درد چہک اُٹھے
ترے ساز میں وہ صدا نہیں ترے میکدے میں وُہ مے نہیں
کہاں اب وُہ موسمِ رنگ و بُو کہ رگوں میں بول اُٹھے لہُو
یُونہی ناگوار چبھن سی ہے کہ جو شاملِ رگ و پے نہیں
ترا دل ہو درد سے آشنا تو یہ نالہ غور سے سُن ذرا
بڑا جاں گسل ہے یہ واقعہ یہ فسانۂ جم و کے نہیں
مَیں ہُوں ایک شاعرِ بے نوا مجھے کون چاہے مرے سوا
مَیں امیرِ شام و عجم نہیں مَیں کبیرِ کوفہ و رے نہیں

یہی شعر ہیں مری سلطنت اسی فن میں ہے مجھے عافیت
مرے کاسۂ شب و روز میں ترے کام کی کوئی شے نہیں

ebooksgallery.com

○

آج تو بے سبب اداس ہے جی
عشق ہوتا تو کوئی بات بھی تھی

جلتا پھرتا ہُوں مَیں دوپہروں میں
جانے کیا چیز کھو گئی میری

وہیں پھرتا ہُوں مَیں بھی خاک بسر
اس بھرے شہر میں ہے ایک گلی

چھپتا پھرتا ہے عشق دُنیا سے!
پھیلتی جا رہی ہے رُسوائی!

ہم نشیں کیا کہوں کہ وُہ کیا ہے
چھوڑ یہ بات نیند اُڑنے لگی

ebooksgallery.com

آج تو وہ بھی کچھ خموش سا تھا
مَیں نے بھی اس سے کوئی بات نہ کی

ایک دم اس کے ہونٹ چُوم لیے
یہ مجھے بیٹھے بیٹھے کیا سُوجھی

ایک دم اس کا ہاتھ چھوڑ دیا
جانے کیا بات درمیاں آئی

تُو جو اِتنا اداس ہے ناصؔر
تجھے کیا ہو گیا بتا تو سہی!

ebooksgallery.com

○

جب تک نہ لہو دیدۂ انجم سے ٹپک لے
اے دلِ قفسِ جاں میں ذرا اور پھڑک لے

ذرّے ہیں ہوس کے بھی زرِ نابِ وفا میں
ہاں جنسِ وفا کو بھی ذرا چھان پھٹک لے

پھر دیکھنا اس کے لبِ لعلیں کی ادائیں
یہ آتشِ خاموش ذرا اور دہک لے

گونگا ہے تو لب بستوں سے آدابِ سخن سیکھ
اندھا ہے تو ہم ظلم رسیدوں سے چمک لے

ناصرؔ سے کہے کون کہ اللہ کے بندے
باقی ہے ابھی رات ذرا آنکھ جھپک لے

ebooksgallery.com

○

پھر نئی فصل کے عنواں چمکے
ابر گر جا گلِ باراں چمکے

آنکھ جھپکوں تو شرارے برسیں
سانس کھینچوں تو رگِ جاں چمکے

کیا بگڑ جائے گا اے صبحِ جمال
آج اگر شامِ غریباں چمکے

اے فلک بھیج کوئی برقِ خیال
کچھ تو شامِ شبِ ہجراں چمکے

پھر کوئی دل کو دکھائے ناصر
کاش یہ گھر کسی عنواں چمکے!

ebooksgallery.com

○

زندگی بھر وفا ہمیں سے ہوئی
سچ ہے یارو خطا ہمیں سے ہوئی

دل نے ہر داغ کو رکھا محفوظ
یہ زمیں خوشنما ہمیں سے ہوئی

ہم سے پہلے زمینِ شہرِ وفا
خاک تھی کیمیا ہمیں سے ہوئی

کتنی مردم شناس ہے دُنیا
منحرف بے حیا، ہمیں سے ہوئی

کون اُٹھاتا شبِ فراق کے ناز
یہ بلا آشنا ہمیں سے ہوئی

بے غرض کون دِل گنواتا ہے
تیری قیمت ادا، ہمیں سے ہوئی

ستمِ ناروا تجھی سے ہوا!
تیرے حق میں دُعا، ہمیں سے ہوئی

سعیٔ تجدیدِ دوستی ناصرؔ
آج کیا بارہا ہمیں سے ہوئی

ebooksgallery.com

○

بدلی نہ اُس کی رُوح کسی انقلاب میں
کیا چیز زندہ بند ہے دِل کے رباب میں
لفظوں میں بولتا ہے رگِ عصر کا لہو !
لکھتا ہے دستِ غیب کوئی اس کتاب میں
تو ڈھونڈتی ہے اب کِسے اے شامِ زندگی
وُہ دِن تو خرچ ہو گئے غم کے حساب میں
خوش وقتیوں میں تم جنہیں بھُولے ہوئے ہو آج
وُہ یاد آئیں گے تمھیں حالِ خراب میں
یارانِ زُود نشّہ کا عالم یہ ہے تو آج !
یہ رات ڈوب جائیگی جامِ شراب میں
نیندیں بھٹکتی پھرتی ہیں گلیوں میں ساری رات
یہ شہر چھُپ کے رات کو سوتا ہے آب میں

یہ آج راہ بھُول کے آئے کدھر سے آپ
یہ خواب میں نے رات ہی دیکھا تھا خواب میں

ebooksgallery.com

موسمِ گلزارِ ہستی اندنوں کیا ہے نہ پوچھ
تُو نے جو دیکھا سُنا کیا مَیں نے دیکھا ہے نہ پوچھ

ہاتھ زخمی ہیں تو پلکوں سے گُلِ منظر اُٹھا
پھُول تیرے ہیں نہ میرے باغ کس کا ہے نہ پوچھ

رات اندھیری ہے تو اپنے دھیان کی مشعل جلا
قافلے والوں میں کس کو کس کی پروا ہے نہ پوچھ

جو ترا محرم ملا اُس کو نہ تھی اپنی خبر!
شہر میں تیرا پتا کس کس سے پُوچھا ہے نہ پوچھ

ebooksgallery.com

○

تم آ گئے ہو تو کیوں انتظارِ شام کریں
کہو تو کیوں نہ ابھی سے کچھ اہتمام کریں

خلوص و مہر و وفا لوگ کر چکے ہیں بہت
مرے خیال میں اب اور کوئی کام کریں

یہ خاص و عام کی بیکار گفتگو کب تک
قبول کیجیے جو فیصلہ عوام کریں

ہر آدمی نہیں شائستۂ رموزِ سخن!
وہ کم سخن ہو مخاطب تو ہم کلام کریں

جُدا ہوئے ہیں بہت لوگ ایک تم بھی سہی
اب اتنی بات پہ کیا زندگی حرام کریں

خُدا اگر کبھی کچھ اختیار دے ہم کو!
تو پہلے خاک نشینوں کا انتظام کریں

رہِ طلب میں جو گُمنام مر گئے ناصرؔ
متاعِ درد اُنہی ساتھیوں کے نام کریں

ebooksgallery.com

○

ہم جس پیڑ کی چھاؤں میں بیٹھا کرتے تھے
اب اس پیڑ کے پتے جھڑتے جاتے ہیں

ایک انوکھی بستی دھیان میں بستی ہے
اُس بستی کے باسی مجھے بُلاتے ہیں

میں تو آنکھیں بند کیے بیٹھا ہُوں مگر
دِل کے دروازے کیوں کھلتے جاتے ہیں

تُو آنکھوں سے اوجھل ہوتا جاتا ہے
دُور کھڑے ہم خالی ہاتھ ہلاتے ہیں

جب بھی نئے سفر پہ جاتا ہُوں ناصِر
پچھلے سفر کے ساتھی دھیان میں آتے ہیں

ebooksgallery.com

○

ساری رات جگاتی ہے
بیتے لمحوں کی جھانجھن
لال کھجوروں نے پہنے
زرد بگولوں کے کنگن
چلتا دریا ، ڈھلتی رات
سن سن کرتی تیز پَوَن
ہونٹوں پر برسوں کی پیاس
آنکھوں میں کوسوں کی تھکن
پہلی بارش ، مَیں اور تُو
زرد پہاڑوں کا دامن
پیاسی جھیل اور دو چہرے
دو چہرے اور اِک درپن

تیری یاد سے لڑتا ہُوں
دیکھ تو میرا پاگل پن !

ebooksgallery.com

چراغ بن کے وُہی جھلملاتے شامِ فراق
بچا لیے تھے جو آنسو برائے شامِ فراق

کِدھر چلے گئے وُہ ہم نوائے شامِ فراق
کھڑی ہے در پہ مرے سر جھکائے شامِ فراق

پلک اُٹھاتے ہی چنگاریاں برستی ہیں
بُجھی ہے آگ سی کیا زیرِ پائے شامِ فراق

یہ رینگتی چلی آتی ہیں کیسی لکیریں سی
یہ ڈھونڈتی ہے کسے سائے سائے شامِ فراق

کبھی یہ فکر کہ دِن کو بھی منہ دِکھانا ہے
کبھی یہ غم کہ پھر آئے نہ آئے شامِ فراق

وُہ اشکِ خوں ہی سہی دِل کا کوئی رنگ تو ہو
اب آ گئی ہے تو خالی نہ جائے شامِ فراق

بُجھی بُجھی سی ہے کیوں چاند کی ضیا ناصرؔ
کہاں چلی ہے یہ کاسہ اُٹھائے شامِ فراق

ebooksgallery.com

○

تیری مجبوریاں درست مگر
تو نے وعدہ کیا تھا یاد تو کر

تُو جہاں چند روز ٹھہرا تھا!
یاد کرتا ہے تجھ کو آج وہ گھر

ہم جہاں روز سیر کرتے تھے
آج سنسان ہے وہ راہگزر

تُو جو ناگاہ سامنے آیا!
رکھ لیے مَیں نے ہاتھ آنکھوں پر

ebooksgallery.com

○

کوئی صورت آشنا اپنا نہ بیگانہ کوئی
کچھ کہو یارو یہ بستی ہے کہ ویرانہ کوئی

صبحدم دیکھا تو سارا باغ تھا گل کی طرف
شمع کے تابوت پر رویا نہ پروانہ کوئی

خلوتوں میں روئے گی چھپ چھپ کے لیلائے غزل
اس بیاباں میں نہ اب آئیگا دیوانہ کوئی

ہمنشیں خاموش، دیواریں بھی سنتی ہیں یہاں
رات ڈھل جائے تو پھر چھیڑینگے افسانہ کوئی

ebooksgallery.com

یُوں ترے حسن کی تصویر غزل میں آئے
جیسے بلقیس سلیماں کے محل میں آئے

جبر سے ایک ہُوا ذائقۂ ہجر و وصال
اب کہاں سے وہ مزا صبر کے پھل میں آئے

ہمسفر تھی جہاں فرہاد کے تیشے کی صدا
وُہ مقامات بھی کچھ سیرِ جبل میں آئے

یہ بھی آرائشِ ہستی کا تقاضا تھا کہ ہم
حلقۂ فکر سے میدانِ عمل میں آئے

ہر قدم دست و گریباں ہے یہاں خیر سے شر
ہم بھی کس معرکۂ جنگ و جدل میں آئے

زندگی جن کے تصوّر سے جلا پاتی تھی!
ہائے کیا لوگ تھے جو دامِ اجل میں آئے

ebooksgallery.com

ترے آنے کا دھوکا سا رہا ہے
دیا سا رات بھر جلتا رہا ہے

عجب ہے رات سے آنکھوں کا عالم
یہ دریا رات بھر چڑھتا رہا ہے

سُنا ہے رات بھر برسا ہے بادل!
مگر وُہ شہر جو پیاسا رہا ہے

وُہ کوئی دوست تھا اچھے دِنوں کا
جو پچھلی رات سے یاد آ رہا ہے

کِسے ڈھونڈو گے ان گلیوں میں ناصِرؔ
چلو اب گھر چلیں دِن جا رہا ہے

ebooksgallery.com

○

کسی کا درد ہو دل بیقرار اپنا ہے
ہوا کہیں کی ہو سینہ فگار اپنا ہے

ہو کوئی فصل مگر زخم کھل ہی جاتے ہیں
سدا بہار دلِ داغدار اپنا ہے

بلا سے ہم نہ پئیں میکدہ تو گرم ہُوا
بقدرِ تشنگی رنجِ خمار اپنا ہے

جو شاد پھرتے تھے کل آج چھپ کے روتے ہیں
ہزار شکر غمِ پائیدار اپنا ہے

اسی لیے یہاں کچھ لوگ ہم سے جلتے ہیں
کہ جی جلانے میں کیوں اختیار اپنا ہے

ebooksgallery.com

نہ تنگ کر دلِ محزوں کو اے غمِ دُنیا
خدائی بھر میں یہی غم گسار اپنا ہے

کہیں مِلا تو کسی دن منا ہی لیں گے اُسے
وہ زُود رنج سہی پھر بھی یار اپنا ہے

وہ کوئی اپنے سوا ہو تو اس کا شِکوہ کروں
جُدائی اپنی ہے اور انتظار اپنا ہے

نہ ڈھونڈھ ناصرؔ آشفتہ حال کو گھر میں
وہ بُوئے گل کی طرح بے قرار اپنا ہے

ebooksgallery.com

○

جلوہ ساماں ہے رنگ و بُو ہم سے
اس چمن کی ہے آ برو ہم سے
درس لیتے ہیں خوش خرامی کا !
موجِ دریا و آب جو ہم سے
ہر سحر بارگاہِ شبنم میں ! !
پھُول مِلتے ہیں با وضو ہم سے
ہم سے روشن ہے کارگاہِ سخن
نفسِ گل ہے مشکبو ہم سے
شب کی تنہائیوں میں پچھلے پہر
چاند کرتا ہے گفتگو ہم سے

شہر میں اب ہمارے چرچے ہیں
جگمگاتے ہیں کاخ و کُو ہم سے

ebooksgallery.com

آج تجھے کیوں چُپ سی لگی ہے
کچھ تو بتا کیا بات ہُوئی ہے

آج تو جیسے ساری دُنیا
ہم دونوں کو دیکھ رہی ہے

تُو ہے اور بے خواب دریچے
مَیں ہُوں اور سنسان گلی ہے

خیر تجھے تو جانا ہی تھا
جان بھی تیرے ساتھ چلی ہے

اب تو آنکھ لگا لے ناصِرؔ
دیکھ تو کتنی رات گئی ہے

ebooksgallery.com

○

تری نگاہ کے جادو بکھرتے جاتے ہیں
جو زخم دِل کو ملے تھے وُہ بھرتے جاتے ہیں

ترے بغیر وُہ دن بھی گزر گئے آخر
ترے بغیر یہ دن بھی گزرتے جاتے ہیں

لیے چلو مجھے دریائے شوق کی موجو!
کہ ہمسفر تو مرے پار اُترتے جاتے ہیں

تمام عمر جہاں ہنستے کھیلتے گزری
اب اُس گلی میں بھی ہم ڈرتے ڈرتے جاتے ہیں

مَیں خواہشوں کے گھروندے بنائے جاتا ہوں
وُہ محنتیں مری برباد کرتے جاتے ہیں

ebooksgallery.com

○

کب تلک مدعا کہے کوئی
نہ سنو تم تو کیا کہے کوئی

غیرتِ عشق کو قبول نہیں
کہ تجھے بے وفا کہے کوئی

منتِ ناخدا نہیں منظور
چاہے اس کو خدا کہے کوئی

ہر کوئی اپنے غم میں ہے مصروف
کس کو درد آشنا کہے کوئی

کون اچھا ہے اس زمانے میں
کیوں کسی کو بُرا کہے کوئی

ebooksgallery.com

کوئی تو حق شناس ہو یارب
ظلم کو ناروا کہے کوئی

وہ نہ سمجھیں گے اِن کنایوں کو
جو کہے برملا کہے کوئی

آرزو ہے کہ میرا قصّۂ شوق
آج میرے سوا کہے کوئی

جی میں آتا ہے کچھ کہوں ناصرؔ
کیا خبر سُن کے کیا کہے کوئی!

ebooksgallery.com

○

دل بھی عجب عالم ہے نظر بھر کے تو دیکھو
نقشے کبھی اس اُجڑے ہُوئے گھر کے تو دیکھو

اے دیدہ ورو دیدۂ پُرنم کی طرف بھی
مشتاق ہو لعل و زر و گوہر کے تو دیکھو

بے زادِ سفر جیب تہی شہر نوردی
یُوں میری طرح عمر کے دن بھر کے تو دیکھو

کہتے ہیں غزل قافیہ پیمائی ہے ناصرؔ
یہ قافیہ پیمائی ذرا کر کے تو دیکھو

ebooksgallery.com

○

پیارے دیس کی پیاری مٹّی
سونے پر ہے بھاری مٹّی

کیسے کیسے بُوٹے نکلے
لال ہُوئی جب ساری مٹّی

دُکھ کے آنسو سُکھ کی یادیں
کھاری پانی کھاری مٹّی

تیرے وعدے میرے دعوے
ہو گئے باری باری مٹّی

گلیوں میں اُڑتی پھرتی ہے
تیرے ساتھ ہماری مٹّی

ebooksgallery.com

○

اہلِ دل آنکھ جدھر کھولیں گے !
اِک دبستانِ ہُنر کھولیں گے

وہیں رُک جائیں گے تاروں کے قدم
ہم جہاں رختِ سفر کھولیں گے

بحر ایجاد خطرناک سہی
ہم ہی اب اس کا بھنور کھولیں گے

کُنج میں بیٹھے ہیں چُپ چاپ طیور
برف پگھلے گی تو پر کھولیں گے

آج کی رات نہ سونا یارو !
آج ہم ساتواں در کھولیں گے

ebooksgallery.com

○

اس دُنیا میں اپنا کیا ہے
کہنے کو سب کچھ اپنا ہے

یُوں تو شبنم بھی ہے دریا!
یُوں تو دریا بھی پیاسا ہے

یُوں تو ہیرا بھی ہے کنکر
یُوں تو مٹی بھی سونا ہے

منہ دیکھے کی باتیں ہیں سب
کس نے کِس کو یاد کیا ہے

تیرے ساتھ گئی وہ رونق!
اب اِس شہر میں کیا رکھا ہے

بات نہ کر صُورت تو دِکھا دے
تیرا اِس میں کیا جاتا ہے

دھیان کے آتشدان میں ناصرؔ
بجھے دِنوں کا ڈھیر پڑا ہے

ebooksgallery.com

تُو ہے یا تیرا سایا ہے
بھیس جدائی نے بدلا ہے

دِل کی حویلی پر مدت سے
خاموشی کا قفل پڑا ہے

چیخ رہے ہیں خالی کمرے
شام سے کتنی تیز ہوا ہے

دروازے سر پھوڑ رہے ہیں
کون اس گھر کو چھوڑ گیا ہے

تنہائی کو کیسے چھوڑوں !
برسوں میں اِک یار مِلا ہے

رات اندھیری ناؤ نہ ساتھی
رستے میں دریا پڑتا ہے

ہچکی تھمتی ہی نہیں ناصرؔ
آج کسی نے یاد کیا ہے

ebooksgallery.com

○

دِل کے لیے درد بھی روز نیا چاہیے
زندگی تُو ہی بتا کیسے جیا چاہیے

میری نوائیں الگ ، میری دُعائیں الگ
میرے لیے آشیاں سب سے جُدا چاہیے

نرم ہے برگِ سمن ، گرم ہے میرا سخن
میری غزل کے لیے ظرف نیا چاہیے

سر نہ کھپا اے جرس؛ مجھ کو ہرا دل ہے بس
فرصتِ یک دو نفس مثلِ صبا چاہیے

باغ ترا باغباں ، تجھ پہ عبث بدگماں
مجھ کو تو اے مہرباں، تھوڑی سی جا چاہیے

ebooksgallery.com

خُوب ہیں گُل پھُول بھی تیرے چمن میں مگر
صحنِ چمن میں کوئی نغمہ سرا چاہیے

ہے یہی عینِ وفا دل نہ کِسی کا دُکھا!
اپنے بھلے کے لِیے سب کا بھلا چاہیے

بیٹھے ہو کیوں ہار کے سائے میں دیوار کے
شاعِرد، صُورت گرد کچھ تو کِیا چاہیے

مانو مری کاظمی تم ہو بھلے آدمی
پھر وُہی آوارگی کچھ تو حیا چاہیے

○

شعلہ سا پیچ و تاب میں دیکھا
جانے کیا اضطراب میں دیکھا

گُل کدوں کے طلسم بھول گئے
وہ تماشا نقاب میں دیکھا

آج ہم نے تمام حُسنِ بہار
ایک برگِ گلاب میں دیکھا

سر کھُلے ، پا برہنہ ، کوٹھے پر
رات اُسے ماہتاب میں دیکھا

فرصتِ موسمِ نشاط نہ پوچھ !
جیسے اِک خواب ، خواب میں دیکھا

ebooksgallery.com

(۳)

جو گفتنی نہیں وہ بات بھی سُنادوں گا
تو ایک بار تو مِل، سب گِلے مِٹادوں گا

مجال ہے کوئی مجھ سے تجھے جُدا کر دے
جہاں بھی جائے گا تو مَیں تجھے صدا دوں گا

تِری گلی میں بہت دیر سے کھڑا ہوں مگر
کسی نے پُوچھ لیا تو جواب کیا دوں گا

مِری خموشی نِگاہوں کو چشمِ کم سے نہ دیکھ
مَیں رو پڑا تو دِلوں کے طبق ہِلادوں گا

یُونہی اداس رہا مَیں تو دیکھنا اِک دِن!
تمام شہر میں تنہائیاں بچھا دُوں گا

ebooksgallery.com

بہ پاسِ صحبتِ دیرینہ کوئی بات ہی کر
نظر مِلا تو سہی مَیں تجھے دُعا دُوں گا

بُلاؤں گا نہ مِلوں گا نہ خط لِکھوں گا تجھے
تِری خوشی کے لِیے خود کو یہ سزا دُوں گا

وُہ دردہی نہ رہا ورنہ اے متاعِ حیات
مُجھے گماں بھی نہ تھا مَیں تجھے بھُلا دوں گا

ابھی تو رات ہے کُچھ دیر سو ہی لے ناصرؔ
کوئی بُلائے گا تو مَیں تجھے جگا دُوں گا

ebooksgallery.com

زمیں چل رہی ہے کہ صبحِ زوالِ زماں ہے
کہو اے مکینو کہاں ہو یہ کیسا مکاں ہے

پریشاں چیزوں کی ہستی کو تنہا نہ سمجھو
یہاں سنگ ریزہ بھی اپنی جگہ اِک جہاں ہے

کبھی تیری آنکھوں کے تِل میں جو دیکھا تھا میں نے
وہی ایک پل محملِ شوق کا سارباں ہے

کہیں تو مرے عشق سے بدگماں ہو نہ جائے
کئی دن سے ہونٹوں پہ تیرے نہیں ہے نہ ہاں ہے

خُدا جانے ہم کس خرابے میں آکر بسے ہیں!
جہاں عرضِ اہلِ ہُنر نکہتِ رائیگاں ہے

ebooksgallery.com

جہانوں کے مالک زمانوں سے پردہ اُٹھا دے
کہ دِل اِن دِنوں بے نیازِ بہار و خزاں ہے

تِرے فیصلے وقت کی بارگاہوں میں دائم
تِرے اسم ہر چار سُو ہیں مگر تُو کہاں ہے

خمارِ غریبی میں بے غم گزرتی ہے ناصرؔ
درختوں سے بڑھ کر مجھے دھوپ کا سائباں ہے

ebooksgallery.com

درد کانٹا ہے اس کی چبھن پھول ہے
درد کی خامشی کا سخن پھول ہے

اُڑتا پھرتا ہے پھلواریوں سے جُدا
برگِ آوارہ جیسے پَوَن پھول ہے

اس کی خوشبو دکھاتی ہے کیا کیا سمے
دشتِ غربت میں یادِ وطن پھول ہے

تختۂ ریگ پر کوئی دیکھے اسے
سانپ کے زہر میں رس ہے پھن پھول ہے

میری لَے سے مہکتے ہیں کوہ و دَمن
میرے گیتوں کا دِیوانہ پن پھول ہے

ebooksgallery.com

○

کارواں سُست راہبر خاموش
کیسے گزرے گا یہ سفر خاموش

تجھے کہنا ہے کچھ مگر خاموش،
دیکھ اور دیکھ کر گزر خاموش

یُوں ترے راستے میں بیٹھا ہُوں
جیسے اِک شمعِ رہگزر خاموش

تُو جہاں ایک بار آیا تھا
ایک مدت سے ہے وہ گھر خاموش

اُس گلی کے گزرنے والوں کو!
تکتے رہتے ہیں بام و در خاموش

اُٹھ گئے کیسے کیسے پیارے لوگ
ہو گئے کیسے کیسے گھر خاموش

یہ زمیں کس کے اِنتظار میں ہے
کیا خبر کیوں ہے یہ نگر خاموش

شہر سوتا ہے رات جاگتی ہے
کوئی طوفاں ہے پردہ در خاموش

ebooksgallery.com

اب کے بیڑا گزر گیا تو کیا،
ہیں ابھی کتنے ہی بھنور خاموش

چڑھتے دریا کا ڈر نہیں یارو
مَیں ہُوں ساحل کو دیکھ کر خاموش

ابھی وُہ قافلے نہیں آتے
ابھی بیٹھیں نہ ہم سفر خاموش

ہر نفس اِک پیام تھا ناصِرؔ
ہم ہی بَیٹھے رہے مگر خاموش

ebooksgallery.com

چھپ جاتی ہیں آئینہ دِکھا کر تری یادیں
سونے نہیں دیتیں مجھے شب بھر تری یادیں

تُو جیسے مِرے پاس ہے اور محوِ سخن ہے
محفل سی جما دیتی ہیں اکثر تری یادیں

مَیں کیوں نہ پھِروں تپتی دوپہروں میں ہراساں
پھِرتی ہیں تصوّر میں کھُلے سر تری یادیں

جب تیز ہَوا چلتی ہے بستی میں سرِ شام
برساتی ہیں اطراف سے پتّھر تری یادیں

ebooksgallery.com

میں ہوں رات کا ایک بجا ہے
خالی رستہ بول رہا ہے

آج تو یوں خاموش ہے دُنیا
جیسے کچھ ہونے والا ہے

کیسی اندھیری رات ہے دیکھو
اپنے آپ سے ڈر لگتا ہے

آج تو شہر کی رَوِش رَوِش پر
پتّوں کا میلہ سا لگا ہے

آؤ گھاس پہ سبھا جمائیں!
میخانہ تو بند پڑا ہے

پھُول تو سارے جھڑ گئے لیکن
تیری یاد کا زخم ہرا ہے

تُو نے جِتنا پیار کیا تھا!
دُکھ بھی مجھے اُتنا ہی دیا ہے

یہ بھی ہے ایک طرح کی محبت
میں تجھ سے، تُو مجھ سے جُدا ہے

ebooksgallery.com

یہ تری منزل وہ مرا رستہ
تیرا میرا ساتھ ہی کیا ہے
مَیں نے تو اِک بات کہی تھی
کیا تُو سچ مُچ رُوٹھ گیا ہے
ایسا گاہک کَون ہے جِس نے
سُکھ دے کر دُکھ مول لیا ہے
تیرا رستہ تکتے تکتے !
کھیت گگن کا سُوکھ چلا ہے
کھڑکی کھول کے دیکھ تو باہر
دیر سے کوئی شخص کھڑا ہے

ساری بستی سو گئی ناصرؔ
تُو اب تک کیوں جاگ رہا ہے

ebooksgallery.com

○

گا رہا تھا کوئی درختوں میں!
رات نیند آ گئی درختوں میں

چاند نکلا افق کے غاروں سے
آگ سی لگ گئی درختوں میں

مینہ جو برسا تو برگ ریزوں نے
چھیڑ دی بانسری درختوں میں

یہ ہوا تھی کہ دھیان کا جھونکا
کس نے آواز دی درختوں میں

ہم اِدھر گھر میں ہو گئے بے چین
دُور آندھی چلی درختوں میں

لیے جاتی ہے موسموں کی پکار
اجنبی اجنبی درختوں میں

کتنی آبادیاں ہیں شہر سے دُور
جا کے دیکھو کبھی درختوں میں

نیلے پیلے سفید لال ہرے
رنگ دیکھے سبھی درختوں میں

ebooksgallery.com

خوشبوؤں کی اداس شہزادی
رات مجھ کو ملی درختوں میں
دیر تک اس کی تیز آنکھوں سے
روشنی سی رہی درختوں میں
چلتے چلتے ڈگر اُجالوں کی
جانے کیوں مُڑ گئی درختوں میں

سہمے سہمے تھے رات اہلِ چمن
تھا کوئی آدمی درختوں میں'

ebooksgallery.com

کہیں اُجڑی اُجڑی سی منزلیں کہیں ٹوٹے پھوٹے سے بام و در
یہ وہی دیار ہے دوستو جہاں لوگ پھرتے تھے رات بھر

مَیں بھٹکتا پھرتا ہُوں دیر سے یُونہی شہر شہر نگر نگر!
کہاں کھو گیا مِرا قافلہ کہاں رہ گئے مِرے ہم سفر

جنہیں زِندگی کا شعُور تھا اُنہیں بے زری نے بچھا دیا
جو گراں تھے سینۂ خاک پر وہی بن کے بیٹھے ہیں معتبر

مِری بیکسی کا نہ غم کرو مگر اپنا فائِدہ سوچ لو!
تمہیں جس کی چھاؤں عزیز ہے مَیں اُسی درخت کا ہُوں ثمر

یہ بجا کہ آج اندھیر ہے ذرا رُت بدلنے کی دیر ہے
جو خزاں کے خوف سے خشک ہے وہی شاخ لائے گی برگ و بر

ebooksgallery.com

○

رات ڈھل رہی ہے
ناؤ چل رہی ہے

برف کے نگر میں!
آگ جل رہی ہے

لوگ سو رہے ہیں
رُت بدل رہی ہے

آج تو یہ دھرتی
خوں اُگل رہی ہے

خواہشوں کی ڈالی
ہاتھ مل رہی ہے

جاہلوں کی کھیتی
پھُول پھل رہی ہے

ebooksgallery.com

کیا زمانہ تھا کہ ہم روز مِلا کرتے تھے
رات بھر چاند کے ہمراہ پھرا کرتے تھے

جہاں تنہائیاں سر پھوڑ کے سو جاتی ہیں
اِن مکانوں میں عجب لوگ رہا کرتے تھے

کر دیا آج زمانے نے انہیں بھی مجبور
کبھی یہ لوگ مِرے دُکھ کی دَوا کرتے تھے

دیکھ کر جو ہمیں چُپ چاپ گزر جاتا ہے
کبھی اُس شخص کو ہم پیار کیا کرتے تھے

اِتفاقاتِ زمانہ بھی عجب ہیں ناصرؔ
آج وہ دیکھ رہے ہیں جو سُنا کرتے تھے

ebooksgallery.com

○

دِل میں اَور تو کیا رکھّا ہے
تیرا درد چھپا رکھّا ہے

اِتنے دُکھوں کی تیز ہَوا میں
دِل کا دِیپ جلا رکھّا ہے

دُھوپ سے چہروں نے دُنیا میں
کیا اندھیر مچا رکھّا ہے

اس نگری کے کچھ لوگوں نے
دُکھ کا نام دوا رکھّا ہے

وعدۂ یار کی بات نہ چھیڑو
یہ دھوکا بھی کھا رکھّا ہے

بھُول بھی جاؤ بِیتی باتیں
اِن باتوں میں کیا رکھّا ہے

چُپ چُپ کیوں رہتے ہو ناصرؔ
یہ کیا روگ لگا رکھّا ہے

ebooksgallery.com

○

چہرہ افروز ہوئی پہلی جھڑی ہم نفسو شکر کرو
دِل کی افسردگی کچھ کم تو ہُوئی ہم نفسو شکر کرو
آؤ پھر یادِ عزیزاں ہی سے میخانۂ جاں گرم کریں
دیر کے بعد یہ محفل تو جمی ہم نفسو شکر کرو
آج پھر دیر کی سوئی ہُوئی ندی میں نئی لہر آئی!
دیر کے بعد کوئی ناؤ چلی ہم نفسو شکر کرو
رات بھر شہر میں بجلی سی چمکتی رہی ہم سوتے رہے!
وہ تو کہیے کہ بلا سر سے ٹلی ہم نفسو شکر کرو
درد کی شاخِ تہی کاسہ میں اشکوں کے نئے پھول کھلے
دِل جلی شام نے پھر مانگ بھری ہم نفسو شکر کرو

آسماں لالۂ خونیں کی نواؤں سے جگر چاک ہُوا
قصرِ بیداد کی دیوار گری ہم نفسو شکر کرو

ebooksgallery.com

○

حُسن کہتا ہے اِک نظر دیکھو
دیکھو اور آنکھ کھول کر دیکھو!

سُن کے طاؤسِ رنگ کی جھنکار
ابر اُٹھا ہے جھوم کر دیکھو

پھول کو پھول کا نشاں جانو
چاند کو چاند سے اِدھر دیکھو

جلوۂ رنگ بھی ہے اِک آواز
شاخ سے پھول توڑ کر دیکھو

جی جلاتی ہے اوس غربت میں
پاؤں جلتے ہیں گھاس پر دیکھو

ebooksgallery.com

جھوٹی امید کا فریب نہ کھاؤ
رات کالی ہے کس قدر دیکھو

نیند آتی نہیں تو صبح تلک
گردِ مہتاب کا سفر دیکھو

اِک کرن جھانک کر یہ کہتی ہے
سونے والو ذرا اِدھر دیکھو

خم ہر لفظ ہے گلِ معنی
اہلِ تحریر کا ہنر دیکھو

ebooksgallery.com

○

ہنستے گاتے روتے پھول
جی میں ہیں کیسے کیسے پھول
اور بہت کیا کرنے ہیں!
کافی ہیں یہ تھوڑے پھول
وقت کی پھلواری میں نہیں
دامن میں ہیں ایسے پھول
اس دھرتی کی رونق ہیں
میرے کانٹے تیرے پھول
کیسے اندھے ہیں وہ ہاتھ!
جن ہاتھوں نے توڑے پھول
اُن پیاسوں پر میرا سلام
جن کی خاک سے نکلے پھول
ایک ہری کونپل کے لیے
میں نے چھوڑے کتنے پھول
اُونچے اُونچے سبلے پیڑ
سادے پتے پیلے پھول

ebooksgallery.com

مٹّی ہی سے نکلے تھے
مٹّی ہو گئے سارے پھول

مٹّی کی خوشبو لینے
نیل گگن سے اُترے پھول

چادر اوڑھ کے شبنم کی
نکلے آنکھیں ملتے پھول

شام ہوئی اب گلیوں میں
دیکھو چلتے پھرتے پھول

سونا جسم سفید قمیص!
گورے ہاتھ سنہرے پھول

کچّی عمریں کچّے رنگ
ہنس مکھ بھولے بھالے پھول

آنکھ آنکھ میں بھیگی نیند
ہونٹ ہونٹ سے جھڑتے پھول

گورے گورے ننگے پیر
جھِلمل جھِلمل کرتے پھول

جیسا بدن ویسا ہی لباس
جیسی مٹّی ویسے پھول

ebooksgallery.com

مہک اٹھی پھر دل کی کتاب
یاد آئے یہ کب کے پھول

شام کے تارے تُو ہی بتا
آج کدھر سے گزرے پھول

کانٹے چھوڑ گئی آندھی !
لے گئی اچھے اچھے پھول

دھیان میں پھرتے ہیں ناصرؔ
اچھی آنکھوں والے پھول

ebooksgallery.com

○

درد کم ہونے لگا آؤ کہ کچھ رات کٹے
غم کی میعاد بڑھا جاؤ کہ کچھ رات کٹے

ہجر میں آہ و بُکا رسمِ کہن ہے لیکن
آج یہ رسم ہی دُہراؤ کہ کچھ رات کٹے

یُوں تو تم روشنیِٔ قلب و نظر ہو لیکن
آج وُہ معجزہ دِکھلاؤ کہ کچھ رات کٹے

دِل دُکھاتا ہے وُہ مِل کر بھی مگر آج کی رات
اُسی بے درد کو لے آؤ کہ کچھ رات کٹے

دم گھُٹا جاتا ہے افسردہ دلی سے یارو
کوئی افواہ ہی پھیلاؤ کہ کچھ رات کٹے

مَیں بھی بیکار ہُوں اور تم بھی ہو ویران بہت
دوستو آج نہ گھر جاؤ کہ کچھ رات کٹے

چھوڑ آتے ہو سرِ شام اسے کیوں ناصِر
اُسے پھر گھر سے بُلا لاؤ کہ کچھ رات کٹے

ebooksgallery.com

○

ایسا بھی کوئی سپنا جاگے
ساتھ مِرے اِک دُنیا جاگے

وُہ جاگے جِسے نیند نہ آتے
یا کوئی میرے جیسا جاگے

ہوا چلی تو جاگے جنگل
ناؤ چلے تو ندیا جاگے

راتوں میں یہ رات امر ہے
کل جاگے تو پھر کیا جاگے

داتا کی نگری میں ناصرؔ
مَیں جاگوں یا داتا جاگے

ebooksgallery.com

نئے کپڑے بدل کر جاؤں کہاں اور بال بناؤں کس کے لیے
وہ شخص تو شہر ہی چھوڑ گیا مَیں باہر جاؤں کس کے لیے

جس دھوپ کی دِل میں ٹھنڈک تھی وہ دھوپ اُسی کے ساتھ گئی
ان جلتی بلتی گلیوں میں اب خاک اُڑاؤں کس کے لیے

وہ شہر میں تھا تو اس کے لیے اَوروں سے بھی ملنا پڑتا تھا
اب ایسے ویسے لوگوں کے مَیں ناز اُٹھاؤں کس کے لیے

اب شہر میں اس کا بدل ہی نہیں کوئی ویسا جانِ غزل ہی نہیں
ایوانِ غزل میں لفظوں کے گلدان سجاؤں کس کے لیے

مدّت سے کوئی آیا نہ گیا سنسان پڑی ہے گھر کی فضا
اِن خالی کمروں میں ناصرؔ اب شمع جلاؤں کس کے لیے

ebooksgallery.com

جرمِ انکار کی سزا ہی دے
میرے حق میں بھی کچھ سنا ہی دے

شوق میں ہم نہیں زیادہ طلب
جو ترا نازِ کم نگاہی دے

تُو نے تاروں سے شب کی مانگ بھری
مجھ کو اِک اشکِ صبحگاہی دے

تُو نے بنجر زمیں کو پھُول دیے
مجھ کو اِک زخمِ دل کُشاہی دے

بستیوں کو دیے ہیں تُو نے چراغ!
دشتِ دل کو بھی کوئی راہی دے

عمر بھر کی نوا گری کا صلہ
اے خدا کوئی ہم نوا ہی دے

زرد رُو ہیں ورق خیالوں کے
اے شبِ ہجر کچھ سیاہی دے

گر مجالِ سخن نہیں ناصرؔ
لبِ خاموش سے گواہی دے

ebooksgallery.com

قصّے ہیں خموشی میں نہاں اور طرح کے
ہوتے ہیں غمِ دل کے بیاں اور طرح کے

تھی اور ہی کچھ بات کہ تھا غم بھی گوارا
حالات ہیں اب درپئے جاں اور طرح کے

اے راہروِ راہِ وفا دیکھ کے چلنا
اس راہ میں ہیں سنگِ گراں اور طرح کے

کھٹکا ہے جُدائی کا نہ مِلنے کی تمنّا
دِل کو ہیں مِرے وہم و گماں اور طرح کے

پر سال تو کلیاں ہی جھڑی تھیں گر اب کے
گلشن میں ہیں آثارِ خزاں اور طرح کے

ebooksgallery.com

دُنیا کو نہیں تاب مرے درد کی یا رب
دے مجھ کو اسالیبِ فغاں اور طرح کے

ہستی کا بھرم کھول دیا ایک نظر نے
اب اپنی نظر میں ہیں جہاں اور طرح کے

لشکر ہے نہ پرچم ہے نہ دولت ہے نہ ثروت
ہیں خاک نشینوں کے نشاں اور طرح کے

مرتا نہیں اب کوئی کسی کے لیے ناصرؔ
تھے اپنے زمانے کے جواں اور طرح کے

ebooksgallery.com

○

صبح کا تارا اُبھر کر رہ گیا
رات کا جادُو بکھر کر رہ گیا

ہمسفر سب منزلوں سے جا ملے
میں نئی راہوں میں مر کر رہ گیا

کیا کہوں اب تجھ سے اے جُوئے کم آب
میں بھی دریا تھا اُتر کر رہ گیا

ebooksgallery.com

○

اب اُن سے اور تقاضائے بادہ کیا کرتا
جو مِل گیا ہے مَیں اُس سے زیادہ کیا کرتا

بھلا ہُوا کہ ترے راستے کی خاک ہُوا
مَیں یہ طویل سفر پا پیادہ کیا کرتا!

مسافروں کی تو خیر اپنی اپنی منزل تھی
تری گلی کو نہ جاتا تو جادہ کیا کرتا

تجھے تو گھیرے ہی رہتے ہیں رنگ رنگ کے لوگ
ترے حضور مرا حرفِ سادہ کیا کرتا

بس ایک چہرہ کتابی نظر میں ہے ناصر
کسی کتاب سے مَیں استفادہ کیا کرتا

ebooksgallery.com

دیارِ دل کی رات میں چراغ سا جلا گیا
مِلا نہیں تو کیا ہُوا وہ شکل تو دِکھا گیا

وہ دوستی تو خیر اب نصیبِ دُشمناں ہُوئی
وہ چھوٹی چھوٹی رنجشوں کا لُطف بھی چلا گیا

جُدائیوں کے زخم دردِ زندگی نے بھر دیے
تجھے بھی نیند آگئی مجھے بھی صبر آگیا

پُکارتی ہیں فُرصتیں کہاں گئیں وہ صحبتیں
زمیں نگل گئی اُنہیں کہ آسمان کھا گیا

یہ صُبح کی سفیدیاں یہ دوپہر کی زردیاں
اب آئینے میں دیکھتا ہُوں میں کہاں چلا گیا

یہ کِس خوشی کی ریت پر غموں کو نیند آگئی
وہ لہر کِس طرف گئی یہ میں کہاں سما گیا

گئے دِنوں کی لاش پر پڑے رہو گے کب تلک
الم کشو اُٹھو کہ آفتاب سر پہ آ گیا!

ebooksgallery.com

○

کب تک بیٹھے ہاتھ مَلیں
چل ساتھی کہیں اور چلیں

اب کس گھاٹ پہ باندھیں ناؤ
اب یہ طوفاں کیسے ٹلیں

اب یہ مانگیں کون بھرے
اب یہ پودے کیسے پھلیں

جُگ جُگ جئیں مرے ساتھی
جلنے والے اور جلیں

تجھ کو چین ملے ناصرؔ
تیرے دُکھ گیتوں میں ڈھلیں

ebooksgallery.com

ایک نگر میں ایسا دیکھا دِن بھی جہاں اندھیر
پچھلے پہر یُوں چلے اندھیری جیسے گرجیں شیر

ہوا چلی تو پنکھ پسنکھیرو بستی چھوڑ گئے
سُونی رہ گئی کنگنی ، خالی ہُوتے منڈیر

بچپن میں بھی وُہی کھِلاڑی بنا ہے اپنا میت
جِس نے اُونچی ڈال سے توڑے زرد سُنہری بیر

یارو تم تو ایک ڈگر پر ہار کے بیٹھ گئے
ہم نے تپتی دُھوپ میں کاٹے کڑے کوس کے پھیر

اب کے تو اس دیس میں یُوں آیا سَیلاب
کب کی کھڑی حویلیاں پل میں ہو گئیں ڈھیر

ebooksgallery.com

○

کل جنھیں زندگی تھی راس بہت
آج دیکھا انہیں اُداس بہت

رفتگاں کا نشاں نہیں مِلتا
اُگ رہی ہے زمیں پہ گھاس بہت

کیوں نہ روؤں تری جدائی میں
دن گزارے ہیں تیرے پاس بہت

چھاؤں بل جاتے دامنِ گُل کی
ہے غریبی میں یہ لباس بہت

وادیِ دل میں پاؤں دیکھ کے رکھ
ہے یہاں درد کی اُگاس بہت

سُوکھے پتّوں کو دیکھ کر ناصرؔ
یاد آتی ہے گُل کی باس بہت

ebooksgallery.com

○

یہ خواب سبز ہے یا رُت وہی پلٹ آئی
چھتوں پہ گھاس ہَوا میں نمی پلٹ آئی

کچھ اس ادا سے دُکھایا ہے تیری یاد نے دِل
وُہ لہر سی جو رگ و پے میں تھی پلٹ آئی

تری ہنسی کے گلابوں کو کوئی چھو نہ سکا،
صبا بھی چند قدم ہی گئی پلٹ آئی

خبر نہیں وُہ مِرے ہمسفر کہاں پہنچے
کہ رہگزر تو مِرے ساتھ ہی پلٹ آئی

کہاں سے لائے گے ناصِر وُہ چاند سی صُورت
گر اتّفاق سے وُہ رات بھی پلٹ آئی!

ebooksgallery.com

دِل میں آ تو عجیب گھر ہے یہ!
عمرِ رفتہ کی رہگزر ہے یہ

سنگِ منزل سے کیوں نہ سر پھوڑوں
حاصلِ زحمتِ سفر ہے یہ

رنجِ غربت کے ناز اٹھاتا ہوں
میں ہوں اب اور دردِ سر ہے یہ

ابھی رستوں کی دھوپ چھاؤں نہ دیکھ
ہمسفر دُور کا سفر ہے یہ

دِن نکلنے میں کوئی دیر نہیں
ہم نہ سو جائیں اب تو ڈر ہے یہ

کچھ نئے لوگ آنے والے ہیں!
گرم اب شہر میں خبر ہے یہ

اب کوئی کام بھی کریں ناصرؔ
رونا دھونا تو عمر بھر ہے یہ

ebooksgallery.com

○

تو ہے دِلوں کی روشنی تُو ہے سحر کا بانکپن
تیری گلی گلی کی خیر اے مِرے دل رُبا وطن!

وُہ تو بس ایک مَوج تھی آئی اِدھر اُدھر گئی!
آنکھوں میں ہے مگر ابھی رات کے خواب کی تھکن

پھر وُہی وحشتِ بے اماں پھر وُہی رنجِ رائیگاں!
دِل کو جگا کے سو گئی تیرے خیال کی کرن

آیا گیا نہ ہم کہیں صبح سے شام ہو گئی
جلنے لگے ہیں ہاتھ کیوں ٹوٹ رہا ہے کیوں بدن

کِس سے کہوں کوئی نہیں سو گئے شہر کے مکیں!
کب سے پڑی ہے راہ میں میّتِ شہرِ بے کفن

میکدہ بُجھ گیا تو کیا رات ہے میری ہمنوا
سایہ ہے میرا ہم سبُو چاند ہے میرا ہم سخن

دل ہے مرا لہو لہو تاب نہ لا سکے گا تُو!
اے مِرے تازہ ہمنشیں تُو مِرا ہم سبو نہ بن

ebooksgallery.com

یہ رنگِ خوں ہے گلوں پر نکھار اگر ہے بھی
"حنائے پائے خزاں ہے بہار اگر ہے بھی"

یہ پیشِ خیمۂ بیدادِ تازہ ہو نہ کہیں
بدل رہی ہے ہوا سازگار اگر ہے بھی

لہو کی شمعیں جلاؤ قدم بڑھائے چلو
سروں پہ سایۂ شب ہائے تار اگر ہے بھی

ابھی تو گرم ہے میخانہ جام کھنکاؤ!
بلا سے سر پہ کسی کا ادھار اگر ہے بھی

حیاتِ درد کو آلودۂ نشاط نہ کر!
یہ کاروبار کوئی کاروبار اگر ہے بھی

یہ امتیازِ من و تُو خدا کے بندوں سے
وہ آدمی نہیں طاعت گزار اگر ہے بھی

نہ پوچھ کیسے گزرتی ہے زندگی ناصرؔ
بس ایک جبر ہے یہ اختیار اگر ہے بھی

ebooksgallery.com

○

پھر لہو بول رہا ہے دِل میں
دم بدم کوئی صدا ہے دِل میں

تاب لائیں گے نہ سُننے والے
آج وہ نغمہ چھڑا ہے دِل میں

ہاتھ ملتے ہی رہیں گے گُل چیں
آج وہ پھُول کھِلا ہے دِل میں

دشت بھی دیکھے چمن بھی دیکھا!
کچھ عجب آب و ہوا ہے دِل میں

رنج بھی دیکھے خوشی بھی دیکھی
آج کچھ درد نیا ہے دِل میں

چشمِ تر ہی نہیں محوِ تسبیح!
خوں بھی سرگرمِ دُعا ہے دِل میں

پھر کسی یاد نے کروٹ بدلی
کوئی کانٹا سا چُبھا ہے دِل میں

ebooksgallery.com

پھر کسی غم نے پکارا شاید
کچھ اُجالا سا ہُوا ہے دِل میں
کہیں چہرے کہیں آنکھیں کہیں ہونٹ
اِک صنم خانہ کُھلا ہے دِل میں
اسے ڈھونڈا وُہ کہیں بھی نہ مِلا!
وُہ کہیں بھی نہیں یا ہے دِل میں
کیوں بھٹکتے پھریں دِل سے باہر
دوستو شہر بسا ہے دِل میں

کوئی دیکھے تو دِکھاؤں ناصرؔ
وسعتِ ارض و سما ہے دِل میں

ebooksgallery.com

○

جبیں پہ دُھوپ سی آنکھوں میں کچھ حیا سی ہے
تُو اجنبی ہے مگر شکل آشنا سی ہے

خیال ہی نہیں آتا کسی مصیبت کا !
ترے خیال میں ہر بات غم رُبا سی ہے

جہاں میں یُوں تو کسے چین ہے مگر پیارے
یہ تیرے پھُول سے چہرے پہ کیوں اداسی ہے

دلِ غمیں سے بھی جلتے ہیں شادمانِ حیات
اسی چراغ کی اب شہر میں ہَوا سی ہے

ہمیں سے آنکھ چُراتا ہے اس کا ہر ذرّہ !
مگر یہ خاک ہمارے ہی خوں کی پیاسی ہے

اُداس پھرتا ہُوں میں جس کی دُھن میں برسوں سے
یُونہی سی ہے وُہ خوشی بات وُہ ذرا سی ہے

چھکتے بولتے شہروں کو کیا ہُوا ناصر
کہ دِن کو بھی مِرے گھر میں وہی اُداسی ہے !

ebooksgallery.com

سو گئی شہر کی ہر ایک گلی
اب تو آ جا کہ رات بھیگ چلی

کوئی جھونکا چلا تو دِل دھڑکا
دِل دھڑکتے ہی تیری یاد آئی

کون ہے تُو کہاں سے آیا ہے
کہیں دیکھا ہے تجھ کو پہلے بھی

تُو بتا کیا تجھے ثواب مِلا
خیر مَیں نے تو رات کاٹ ہی لی

مجھ سے کیا پُوچھتا ہے میرا حال
سامنے ہے ترے کِتاب کھلی

ebooksgallery.com

میرے دل سے نہ جا خُدا کیلئے
ایسی بستی نہ پھر بسے گی کبھی

میں اسی غم میں گھُلتا جاتا ہوں
کیا مجھے چھوڑ جائیگا تُو بھی

ایسی جلدی بھی کیا، چلے جانا
مجھے اِک بات پُوچھنی ہے ابھی

آ بھی جا میرے دل کے صدر نشیں
کب سے خالی پڑی ہے یہ کرسی

میں تو ہلکان ہو گیا ناصرؔ
مدّتِ ہجر کتنی پھیل گئی!

ebooksgallery.com

شعاعِ حسن ترے حُسن کو چھپاتی تھی
وہ روشنی تھی کہ صورت نظر نہ آتی تھی

کسے ملیں کہاں جائیں کہ رات کالی ہے
وہ شکل ہی نہ رہی جو دیے جلاتی تھی

وہی تو دن تھے حقیقت میں عُمر کا حاصل
خوشا وہ دن کہ ہمیں روز موت آتی تھی

ذرا سی بات سہی تیرا یاد آجانا!
ذرا سی بات بہت دیر تک رُلاتی تھی

اداس بیٹھے ہو کیوں ہاتھ توڑ کر ناصرؔ
وہ نَے کہاں ہے جو تاروں کی نیند اُڑاتی تھی

ebooksgallery.com

برف گرتی رہے آگ جلتی رہے
آگ جلتی رہے رات ڈھلتی رہے

رات بھر ہم یُونہی رقص کرتے رہیں
نیند تنہا کھڑی ہاتھ ملتی رہے

برف کے ہاتھ پیانو بجاتے رہیں
جام چلتے رہیں مے اچھلتی رہے

ebooksgallery.com

گنج گنج نغمہ زن بسنت آ گئی!
اب سجے گی انجمن بسنت آ گئی

اُڑ رہے ہیں شہر میں پتنگ رنگ رنگ
جگمگا اُٹھا گگن بسنت آ گئی

موہنے لُبھانے والے پیارے پیارے لوگ
دیکھنا چمن چمن بسنت آ گئی

سبز کھیتیوں پہ پھر نِکھار آ گیا
لے کے زرد پیرہن بسنت آ گئی

پچھلے سال کے ملال دل سے مِٹ گئے
لے کے پھر نئی چُبھن بسنت آ گئی!

ebooksgallery.com

کہاں گئے وہ سخنور جو میرِ محفل تھے
ہمارا کیا ہے بھلا ہم کہاں کے کامل تھے

بھلا ہُوا کہ ہمیں یُوں بھی کوئی کام نہ تھا،
جو ہاتھ ٹوٹ گئے ٹوٹنے کے قابل تھے

حرام ہے جو صُراحی کو مُنہ لگایا ہو
یہ اور بات کہ ہم بھی شریکِ محفل تھے

گزر گئے ہیں جو خوشبوئے رائیگاں کی طرح
وہ چند روز مری زندگی کا حاصل تھے

پڑے ہیں سایۂ گل میں جو سُرخرو ہو کر
وہ جاں نثار ہی اے شمع تیرے قاتل تھے

اب اُن سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ناصرؔ
وہ ہم نوا جو مرے رتجگوں میں شامل تھے

ebooksgallery.com

○

شوق کیا کیا دِکھاتے جاتا ہے
دِل تجھے بھی بھُلاتے جاتا ہے

اگلے وقتوں کی یادگاروں کو
آسماں کیوں مِٹاتے جاتا ہے

سُوکھتے جا رہے ہیں گُل بُوٹے
باغ کانٹے اُگاتے جاتا ہے

جاتے موسم کو کس طرح روکوں
پتّہ پتّہ اُڑاتے جاتا ہے

حال کس سے کہوں کہ ہر کوئی!
اپنی اپنی سُناتے جاتا ہے

کیا خبر کون سی خوشی کے لیے
دِل یُونہی دِن گنواتے جاتا ہے

رنگ پیلا ہے تیرا کیوں ناصرؔ
مجھے کیا رنج کھاتے جاتا ہے!

ebooksgallery.com

○

کیا لگے آنکھ کہ پھر دل میں سمایا کوئی
رات بھر پھرتا ہے اِس شہر میں سایا کوئی

فکر یہ تھی کہ شبِ ہجر کٹے گی کیوں کر!
لطف یہ ہے کہ ہمیں یاد نہ آیا کوئی

شوق یہ تھا کہ محبّت میں جلیں گے چپ چاپ
رنج یہ ہے کہ تماشا نہ دِکھایا کوئی

شہر میں ہمدمِ دیرینہ بہت تھے ناصرؔ
وقت پڑنے پہ مِرے کام نہ آیا کوئی!

ebooksgallery.com

○

چند گھرانوں نے مِل جُل کر
کتنے گھروں کا حق چھینا ہے

باہر کی مٹی کے بدلے!
گھر کا سونا بیچ دیا ہے

سب کا بوجھ اُٹھانے والے
تُو اِس دُنیا میں تنہا ہے

مَیلی چادر اوڑھنے والے
تیرے پاؤں تلے سونا ہے

گہری نیند سے جاگو ناصرؔ
وہ دیکھو سورج نکلا ہے

ebooksgallery.com

○

بنے بناتے ہُوے راستوں پہ جا نکلے
یہ ہمسفر مرے کتنے گریز پا نکلے

چلے تھے اَور کسی راستے کی دُھن میں مگر،
ہم اتفاق سے تیری گلی میں آ نکلے

غمِ فراق میں کچھ دیر رو ہی لینے دو!
بخار کچھ تو دلِ بے قرار کا نکلے

نصیحتیں ہمیں کرتے ہیں ترکِ الفت کی!
یہ خیر خواہ ہمارے کِدھر سے آ نکلے

یہ خامشی تو رگ و پے میں رچ گئی ناصرؔ
وہ نالہ کر کہ دلِ سنگ سے صدا نکلے

ebooksgallery.com

○

شکوہ بہ طرزِ عام نہیں آپ سے مجھے
ناکام ہوں کہ کام نہیں آپ سے مجھے

کہتا، سلوک آپ کے - ایک ایک سے گر
مطلوب انتقام نہیں آپ سے مجھے

اے منصفو حقائق و حالات سے الگ
کچھ بحثِ خاص و عام نہیں آپ سے مجھے

یہ شہرِ دل ہے شوق سے رہیے یہاں مگر
اُمیدِ انتظام نہیں آپ سے مجھے

فرصت ہے اور شام بھی گہری ہے کسقدر
اِس وقت کچھ کلام نہیں آپ سے مجھے

ebooksgallery.com

○

جنّت ماہی گیروں کی
ٹھنڈی رات جزیروں کی،
سبز سنہرے کھیتوں پر
پھواریں سُرخ لکیروں کی
اس بستی سے آتی ہیں!
آوازیں زنجیروں کی،
کڑوے خواب غریبوں کے
میٹھی نیند امیروں کی
رات گئے تیری یادیں
جیسے بارش تیروں کی
مجھ سے باتیں کرتی ہے
خاموشی تصویروں کی!
ان ویرانوں میں ناصرؔ
کان دبی ہے ہیروں کی

ebooksgallery.com

○

کوئی اور ہے نہیں تو نہیں مرے روبرو کوئی اور ہے
بڑی دیر میں تجھے دیکھ کر یہ لگا کہ تُو کوئی اور ہے

یہ گناہگاروں کی سرزمیں ہے بہشت سے بھی سوا حسیں
مگر اس دیار کی خاک میں سببِ نمو کوئی اور ہے

جسے ڈھونڈتا ہُوں گلی گلی وُہ ہے میرے جیسا ہی آدمی
مگر آدمی کے لباس میں وُہ فرشتہ خو کوئی اور ہے

کوئی اور شے ہے وُہ بے خبر جو شراب سے بھی ہے تیز تر
مرا میکدہ کہیں اَور ہے مرا ہم سبُو کوئی اور ہے!

ebooksgallery.com

غم ہے یا خوشی ہے تو — میری زندگی ہے تو
آفتوں کے دَور میں — چین کی گھڑی ہے تو
میری رات کا چراغ — میری نیند بھی ہے تو
مَیں خزاں کی شام ہُوں — رُت بہار کی ہے تو
دوستوں کے درمیاں — وجہِ دوستی ہے تو
میری ساری عمر میں — ایک ہی کمی ہے تو
مَیں تو وُہ نہیں رہا — ہاں مگر وہی ہے تو

ناصرؔ اس دیار میں
کتنا اجنبی ہے تو

ebooksgallery.com

○

دیس سبز جھیلوں کا
یہ سفر ہے میلوں کا

راہ میں جزیروں کی !
سلسلہ ہے ٹیلوں کا

کشتیوں کی لاشوں پر
جمگھٹا ہے چیلوں کا

رنگ اُڑتا جاتا ہے
شہر کی فصیلوں کا

دیکھ کر چلو ناصر
دشت ہے یہ فیلوں کا

ebooksgallery.com

○

دھواں سا ہے جو یہ آکاش کے کنارے پر
لگی ہے آگ کہیں رات سے کنارے پر

یہ کالے کوس کی پُرہول رات ہے ساتھی
کہیں اماں نہ مِلے گی تجھے کِنارے پر

صدائیں آتی ہیں اُجڑے ہُوئے جزیروں سے
کہ آج رات نہ کوئی رہے کِنارے پر

یہاں تک آتے ہیں چھینٹے لہو کی بارش کے
وہ رن پڑا ہے کہیں دُوسرے کنارے پر

یہ ڈھونڈتا ہے کِسے چاند سبز جھیلوں میں
پُکارتی ہے ہَوا اب کِسے کنارے پر

ebooksgallery.com

اس اِنقلاب کی شاید خبر نہ تھی اُن کو
جو ناؤ باندھ کے سوتے رہے کنارے پر

ہیں گھات میں ابھی کچھ قافلے لُٹیروں کے
ابھی جمائے رہو مورچے کنارے پر

بچھڑ گئے تھے جو طوفاں کی رات میں ناصرؔ
سُنا ہے اُن میں سے کچھ آملے کنارے پر

ebooksgallery.com

کچھ یادگارِ شہرِ ستمگر ہی لے چلیں
آئے ہیں اس گلی میں تو پتھّر ہی لے چلیں

یُوں کس طرح کٹے گا کڑی دھوپ کا سفر
سر پر خیالِ یار کی چادر ہی لے چلیں

رنجِ سفر کی کوئی نشانی تو پاس ہو
تھوڑی سی خاکِ کوچۂ دِلبر ہی لے چلیں

یہ کہہ کے چھیڑتی ہے ہمیں دِل گرفتگی
گھبرا گئے ہیں آپ تو باہر ہی لے چلیں

اِس شہرِ بے چراغ میں جائے گی تو کہاں،
آ اے شبِ فراق تجھے گھر ہی لے چلیں!

ebooksgallery.com

○

رقم کریں گے ترا نام اِنتسابوں میں!
کہ انتخابِ سخن ہے یہ اِنتخابوں میں

بھری بھری ہوئی آنکھوں کو چشمِ کم سے نہ دیکھ
کہ آسمان مقیّد ہیں ان حبابوں میں

ہر آن دل سے اُلجھتے ہیں دو جہان کے غم
گھِرا ہے ایک کبوتر کئی عقابوں میں

ذرا سنو تو سہی کان دھر کے نالۂ دل
یہ داستاں نہ ملے گی تمہیں کتابوں میں

نئی بہار دکھاتے ہیں داغِ دل ہر روز
یہی تو وصف ہے اس باغ کے گلابوں میں

ebooksgallery.com

پون چلی تو گُل و برگ دف بجانے لگے
اداس خوشبوئیں تو دے اُٹھیں نقابوں میں

ہوا چلی تو کھُلے بادبانِ طبعِ رسا!
سفینے چلنے لگے یاد کے سرابوں میں

کچھ اس ادا سے اُڑا جا رہا ہے ابلقِ رنگ
صبا کے پاؤں ٹھہرتے نہیں رکابوں میں

بدلتا وقت یہ کہتا ہے ہر گھڑی ناصرؔ
کہ یادگار ہے یہ وقت انقلابوں میں

ebooksgallery.com

گئے دِنوں کا سراغ لے کر کِدھر سے آیا کِدھر گیا وُہ
عجیب مانوس اجنبی تھا مجھے تو حیران کر گیا وُہ

بس ایک موتی سی چھب دِکھا کر بس ایک میٹھی سی دُھن سُنا کر
ستارۂ شام بن کے آیا برنگِ خوابِ سحر گیا وُہ

خوشی کی رُت ہو کہ غم کا موسم نظر اُسے ڈھونڈتی ہے ہر دم
وُہ بُوئے گل تھا کہ نغمۂ جاں مِرے تو دل میں اُتر گیا وُہ

نہ اب وُہ یادوں کا چڑھتا دریا نہ فرصتوں کی اداس برکھا
یونہی ذرا سی کسک ہے دِل میں جو زخم گہرا تھا بھر گیا وُہ

کچھ اب سنبھلنے لگی ہے جاں بھی بدل چلا دَورِ آسماں بھی
جو رات بھاری تھی ٹل گئی ہے جو دِن کڑا تھا گزر گیا وُہ

ebooksgallery.com

بس ایک منزل ہے بوالہوس کی ہزار رستے ہیں اہلِ دل کے
یہی تو ہے فرق مجھ میں اس میں گزر گیا میں ٹھہر گیا وُہ

شکستہ پا راہ میں کھڑا ہُوں گئے دِنوں کو بُلا رہا ہُوں!
جو قافلہ میرا ہمسفر تھا مثالِ گردِ سفر گیا وُہ

مِرا تو خُوں ہو گیا ہے پانی ستمگروں کی پلک نہ بھیگی
جو نالہ اُٹھا تھا رات دِل سے نہ جانے کیوں بے اثر گیا وُہ

وُہ میکدے کو جگانے والا وُہ رات کی نیند اُڑانے والا
یہ آج کیا اس کے جی میں آئی کہ شام ہوتے ہی گھر گیا وُہ

وُہ ہجر کی رات کا ستارہ وُہ ہم نفس ہم سخن ہمارا
سدا رہے اس کا نام پیارا سُنا ہے کل رات مر گیا وُہ

وُہ جس کے شانے پہ ہاتھ رکھ کر سفر کیا تُو نے منزلوں کا
تری گلی سے نہ جانے کیوں آج سر جھکائے گزر گیا وُہ

وُہ رات کا بے نوا مُسافر وُہ تیرا شاعر وُہ تیرا ناصر
تری گلی تک تو ہم نے دیکھا تھا پھر نہ جانے کدھر گیا وُہ

ebooksgallery.com

۷

زباں سخن کو سخن بانکپن کو ترسے گا
سخن کدہ مری طرزِ سخن کو ترسے گا

نئے پیالے سہی تیرے دَور میں ساقی
یہ دَور میری شرابِ کہن کو ترسے گا

مجھے تو خیر وطن چھوڑ کر اماں نہ ملی
وطن بھی مجھ سے غریب الوطن کو ترسے گا

انہی کے دم سے فروزاں ہیں ملتوں کے چراغ
زمانہ صحبتِ اربابِ فن کو ترسے گا

بدل سکو تو بدل دو یہ باغباں ورنہ
یہ باغ سایۂ سرو و سمن کو ترسے گا

ہوائے ظلم یہی ہے تو دیکھنا اِک دن
زمین پانی کو، سورج کرن کو ترسے گا

ebooksgallery.com

(ب)

وُہ ساحلوں پہ گانے والے کیا ہُوئے
وہ کشتیاں چلانے والے کیا ہُوئے

وُہ صبح آتے آتے رہ گئی کہاں
جو قافلے تھے آنے والے کیا ہُوئے

مَیں اُن کی راہ دیکھتا ہُوں رات بھر!
وُہ روشنی دکھانے والے کیا ہُوئے

یہ کون لوگ ہیں مرے اِدھر اُدھر
وُہ دوستی نبھانے والے کیا ہُوئے

وُہ دِل میں کھُبنے والی آنکھیں کیا ہُوئیں
وُہ ہونٹ مُسکرانے والے کیا ہُوئے

ebooksgallery.com

عمارتیں تو جل کے راکھ ہو گئیں
عمارتیں بنانے والے کیا ہوئے

اکیلے گھر سے پوچھتی ہے بے کسی
ترا دیا جلانے والے کیا ہوئے

یہ آپ ہم تو بوجھ ہیں زمین کا
زمیں کا بوجھ اٹھانے والے کیا ہوئے

ebooksgallery.com

متفرق اشعار

ہر ایک شکل کو دل سے نکال کر رکھا
یہ آئینہ تری خاطر سنبھال کر رکھا
جو دل دُکھا بھی تو ہونٹوں نے پھول برسائے
خوشی کو ہم نے شریکِ ملال کر رکھا

ہم سبُو گھر سے نکلتے ہی نہیں اب ناصرؔ
میکدہ رات گئے اب بھی کھُلا ہوتا ہے

اہلِ خرد کے ماضی و حال
چند کتابیں چند خیال
دُکھ کی دھوپ میں یاد آتے
تیرے ٹھنڈے ٹھنڈے بال

ترے بغیر بھی خالی نہیں مری راتیں!
ہے ایک سایہ مرے ساتھ ہمنشیں کی طرح

ebooksgallery.com

ے قصّے تری نظر نے سُناتے نہ پھر کبھی
ہم نے بھی دِل کے داغ دکھاتے نہ پھر کبھی
اے یادِ دوست آج تو جی بھر کے دِل دُکھا
شاید یہ رات ہجر کی آتے نہ پھر کبھی

ے چاند نکلا تھا مگر رات نہ تھی پہلی سی
یہ مُلاقات ، مُلاقات نہ تھی پہلی سی
رنج کچُھ کم تو ہُوا آج ترے ملنے سے
یہ الگ بات کہ وُہ بات نہ تھی پہلی سی

آپ کیوں رُک گئے چلتے چلتے
آپ کو مَیں نے بُلایا تو نہ تھا

مَیں تو بیتے دِنوں کی کھوج میں ہُوں
تو کہاں تک چلے گا میرے ساتھ

چَین سے بیٹھنے نہیں دیتی
موسمِ یاد کی اداس ہُوا

ebooksgallery.com

پھیلتی جاتی ہے ناصر رنجِ ہستی کی رِدا !
اور سمٹتے جا رہے ہیں پاؤں پھیلانے کو ہم

تمام عمر یُونہی ہم نے دُکھ اُٹھایا ہے
زیادہ خرچ کیا اور کم کمایا ہے

چار گھڑی یاروں کا میلہ، پھر خاموشی
پہروں تنہا بیٹھ کے رونا پھر خاموشی
اس سے تو ہم سوتے ہی رہتے صبح نہ ہوتی
نیند اُڑا کر اُڑ گئی چڑیا، پھر خاموشی

ہوا ابھی چل رہی ہے اور جاگتی ہے رات بھی
کوئی اگر کہے تو ہم سُنائیں دِل کی بات بھی

مَیں دیکھتا ہُوں تو بس دیکھتا ہی رہتا ہُوں
جو چھوڑ گیا !

ebooksgallery.com

یُوں تو اے ہم سخن بات نہیں کہنے کی
بات رہ جائیگی یہ رات نہیں رہنے کی

نالۂ آخرِ شب کس کو سناؤں ناصر
نیند پیاری ہے مرے دیس کے فن کاروں کو

کہیں کہیں کوئی روشنی ہے
جو آتے جاتے سے پُوچھتی ہے
کہاں ہے وُہ اجنبی مُسافر
کہاں گیا وہ اداس شاعر!

ebooksgallery.com